REGD NO P. 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

و لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۵۰-۳ روپے
ممالک غیر ۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۸ | ۱۱ احسان ۱۳۳۸ ہش | ۳ ذوالحجہ ۱۳۷۸ھ - ۱۱ جون ۱۹۵۹ء | نمبر ۲۴

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی متعنا اللہ بطول حیاتہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ ۸ جون سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ پہلے سے بہتر ہو رہی ہے۔ حضور انور مری تشریف لے گئے ہیں۔ (الحمد للہ)

احباب اپنے مقدس امام ہمام کی صحت کاملہ عاجلہ و درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ حضور کو جلد شفا یاب فرمائے اور کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

اخبار احمدیہ لاہور حضرت مرزا شریف احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت تا حال اسی طرح ہے حضرت ممدوح علاج کی غرض سے لاہور میں قیام فرما ہیں۔ احباب دعا جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد از جلد کامل صحت عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۹ جون۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں آپ کے اہل و عیال تاحال پاکستان سے واپس نہیں آئے اللہ تعالیٰ خیریت سے واپس لائے اور ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین

"جس مقام پر عارف اور صوفی دم بخود ہیں وہاں یہ بادہ فروش پہونچ رہے ہیں"

جماعت احمدیہ کی قابل قدر بلکہ لائق تقلید بات

اچاریہ ونوبا بھاوے سے احمدی وفد کی ملاقات کے بارہ میں اخبار "دعوت" دہلی کے تاثرات

اخبار کی گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں بھودان تحریک کے بانی اچاریہ ونوبا بھاوے سے پٹھانکوٹ میں احمدی وفد کی مفصل رپورٹ شائع ہو چکی ہے۔ کہ کس طرح قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انگریزی اور دوسرا اسلامی لٹریچر موصوف کی خدمت میں پیش کر کے انہیں اسلام کی دعوت دی گئی۔ اس ملاقات کے بارہ میں جماعت اسلامی ہند کے آرگن سہ روزہ دعوت دہلی نے بھی تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے بجنسہ ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔ متاصر مذکور ۱۳ جون ۱۹۵۹ء کی اشاعت میں "قادیانی وفد بھاوے جی کی خدمت میں" کے عنوان سے لکھتا ہے:-

"ابھی جب اچاریہ ونوبا بھاوے پنجاب کا دورہ کر رہے تھے تو قادیان کی جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے ان سے ملاقات کی اور ان کی خدمت میں قرآن کریم کا ترجمہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پیش کی۔ جس پر بھاوے جی نے اپنے خصوصی تاثرات کا اظہار کیا۔

"انہوں نے مختلف مغربی مستشرقین اور ایشیائی مترجمین کے انگریزی تراجم کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں نے نہ صرف یہ کہ ان انگریزی ترجموں کو پڑھا ہے بلکہ گجراتی مرہٹی زبانوں کے علاوہ اردو زبان کے بھی بعض تراجم اور تفاسیر بھی دیکھی ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے مولانا ابوالکلام آزاد کے ترجمان القرآن کی دو جلدوں کے مطالعہ کا ذکر بھی کیا۔

آپ نے کہا "اس وقت بھی میرے پاس قرآن کریم کا ایک نسخہ موجود ہے جو قاعدہ یسرنا القرآن کی طرز پر طبع شدہ ہے"۔

سیرت کی کتاب کو بھاوے جی نے بڑے اشتیاق سے قبول کیا اور اسی وقت کھول کر دیکھنا شروع کر دیا۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ "میں نے اعظم گڑھ والوں کی طرف سے طبع شدہ سیرت النبی کی چھ جلدوں کا مطالعہ کیا ہے (علامہ شبلی اور علامہ سید سلیمان ندوی کی مرتب کردہ) حضرت ابوبکر کے سلسلہ میں آپ نے کہا یہ رتبہ ہر شخص کو حاصل نہیں ہوا کرتا۔

اسی دن پرارتھنا کی تقریر میں آپ نے انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کا کہنا ہے کہ لانفرق بین احد من رسلہ سب رسولوں نے عالمگیر بھائی چارے کی دعوت دی ہے جسے ماننا چاہیئے"۔

بے چارے احمدی خارج از اسلام سہی لیکن یہ بات کتنی قابل قدر بلکہ لائق تقلید ہے کہ جس پیغام کو انہوں نے حق سمجھا ہے اسے پہنچانے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے جس مقام پر عارف اور صوفی دم بخود ہیں وہاں یہ بادہ فروش پہونچ رہے ہیں۔ کاش اب کوئی "بندہ" حق ان بندگان

(باقی صلا پر)

عید الاضحیہ کے موقعہ پر

قادیان میں قربانی دینے کا انتظام

حسب دستور سابق اس سال بھی بیرونجات کے احباب کیلئے اس بات کا انتظام کیا گیا ہے کہ ان کی خواہش کے مطابق قادیان کی مبارک بستی میں عید کے موقعہ پر ان کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کیا جائے۔ اسلئے ایسے احباب جلد از جلد امیر مقامی کے نام اپنی قربانی کے جانور کی قیمت جو کہ ۳۰/- اور ۴۵/- روپے کے درمیان اندازہ کیا گیا ہے بھجوا دیں تا کہ ان کی طرف سے بروقت قربانی کا انتظام کیا جا سکے۔

عید کے موقعہ پر قادیان میں دی گئی قربانی جہاں آپ کی قلبی مسرت کا موجب ہے وہاں اس سے قادیان کے درویش بھی فائدہ اٹھا سکیں گے کیونکہ ان میں سے اکثر دوست حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے خود قربانی دینے کی استطاعت نہیں رکھتے اور بیرونجات کے احباب کی طرف سے جو جانور اس جگہ ذبح کیا جائے گا درویشان کرام بھی اس کے گوشت سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

پس احباب کو اس طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

عبدالرحمٰن امیر مقامی قادیان

کتاب "سکھ مسلم اتحاد" کے بعد "ہندو مسلم اتحاد" کی اشاعت

نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کی طرف سے شائع کردہ کتاب سکھ مسلم اتحاد نے ملک بھر میں جو مقبولیت حاصل کی ہے اور اسکے متعلق ملک کے لیڈروں نے جو خوشکن آراء کا اظہار کیا اور بلند پایہ اخبارات و جرائد نے جو گرانقدر تبصرے کئے ہیں وہ اس کی اہمیت و ضرورت کو واضح کرتے ہیں۔ اس مفید کتاب کی تالیف و اشاعت کے بعد "ہندو مسلم اتحاد" کی ترتیب کی طرف توجہ دی گئی۔ اور مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی نے مرکز کی ہدایت کے مطابق اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے چنانچہ اس مفید کتاب کا مسودہ اول بغرض ترتیب مرکز میں پہنچ چکا ہے۔ حالات حاضرہ کے تقاضا کے ماتحت نظارت دعوت و تبلیغ نے فیصلہ کیا ہے کہ اس قیمتی مضمون کو کتابی صورت میں شائع کرنے سے قبل اخبار بدر میں قسط وار شائع کر دیا جائے۔ تا اس کے مطالعہ کے بعد احباب جماعت اور دیگر دوست بھی مشورہ دے سکیں اور کتاب کی اشاعت کے وقت ان کے مشوروں کو ملحوظ رکھا جا سکے۔

امید ہے کہ یہ اطلاع احباب کرام کی خوشی اور مسرت کا موجب ہوگی یہ قیمتی مضمون اخبار بدر کی آئندہ اشاعت سے قسط وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ دوست انتظار فرمائیں

احباب سے درخواست ہے کہ دوست اس مضمون کو خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھائیں۔ اور اگر کوئی بات قابل ترمیم و اصلاح پائیں تو جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کی خدمت میں اپنا قیمتی مشورہ بھجوا دیں۔ تا مضمون پر نظر ثانی کے وقت اسے ملحوظ رکھا جا سکے۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

دعاؤں اور صدقات کی حقیقت

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

بعض مخلص مگر جلد باز اور خدائی سنت سے ناواقف لوگوں کی طرف سے پوچھا جا رہا ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اتنے عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں اور حضور کی صحت کے لئے جماعت کی طرف سے اتنے صدقات کئے جا رہے ہیں۔ اور اتنی دعائیں ہو رہی ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ یہ دعائیں بظاہر قبول نہیں ہو رہیں۔ اور حضور بدستور بیمار چلے جاتے ہیں؟

اس سوال کے مختصر سے جواب میں سب سے پہلے یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اس قسم کے سوالات دعا کے فلسفہ سے **ناواقفیت اور انسانی فطرت کی جلد بازی** سے پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ جلد بازی کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ۔ "یعنی انسان فطرۃً جلد باز واقع ہوا ہے"۔ اور ہر کام کے متعلق چاہتا ہے کہ وہ فوراً ہو جائے۔ حالانکہ خدا نے اپنی حکمت کاملہ کے ماتحت ہر بات کے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔ اور خدا مومنوں کا امتحان بھی لیا کرتا ہے۔ اسی طرح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:-

اِنَّہٗ یُسْتَجَابُ لِاَحَدِکُمْ مَا لَمْ یَعْجَلْ فَیَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ رَبِّیْ فَلَمْ یَسْتَجِبْ لِیْ۔ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ۔ قَالَ یَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ یُسْتَجَابَ لِیْ فَیَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِکَ یَدَعُ الدُّعَاءَ۔

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں ضرور قبول فرماتا ہے۔ بشرطیکہ وہ جلد بازی سے کام نہ لیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا جلد بازی سے یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کچھ وقت تک دعا کرنے کے بعد یہ کہنا شروع کر دے کہ میں نے بہت دعا کر کے دیکھ لیا مگر میری دعا قبول نہیں ہوئی جس پر ایسا شخص تھک کر بیٹھ جائے اور دعا کرنا چھوڑ دے"۔

اور دعا کے فلسفہ کے متعلق قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے شک اللہ مومنوں کی دعا قبول کرتا ہے (اور دعا تو دین کی جان ہے) مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ دعا کرنے والا خدا پر سچا ایمان رکھے اور عمل صالح بجا لائے جیسا کہ فرماتا ہے:-

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ۔

"یعنی میں دعا کرنے والے کی دعا کو ضرور سنتا اور قبول کرتا ہوں۔ مگر ضروری ہے کہ دعا کرنے والے بھی میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر سچا ایمان لائیں تا کہ وہ اپنی دعاؤں میں کامیابی کا منہ دیکھ سکیں"۔

اور اس تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:-

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَجِیْبُ الدُّعَاءَ مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاہٍ۔

"یعنی خدا ایسے دل سے نکلی ہوئی دعا قبول نہیں کرتا جو غافل اور بے پرواہ ہے"۔ یعنی نہ تو وہ دل میں حقیقی درد رکھتا ہے اور نہ ہی وہ دعا کے حقیقی فلسفہ سے واقف ہے"۔

اور ایک **حدیث قدسی** میں دعا کی قبولیت کا یہ گر بھی بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:-

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔

"یعنی میرا بندہ میرے متعلق جیسا گمان کرتا ہے (یعنی دیگر شرائط کے تابع) اسی کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہوں"۔ یعنی امید رکھنے والے کو مایوس نہیں کرتا۔

مگر دعا کی قبولیت کے لئے بعض اور شرائط بھی ہیں۔ مثلاً یہ کہ دعا کسی ایسے امر کے لئے نہ ہو جو خدا کے کسی وعدہ یا اس کی کسی **سنت** کے خلاف ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:-

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا۔

"یعنی خدا تعالیٰ کبھی صورت میں اپنے وعدہ کے خلاف کوئی بات نہیں کرتا اور نہ تم خدا کی سنت میں کوئی تبدیلی پاؤ گے"۔

اور قبولیت دعا کی **مختلف امکانی صورتوں** کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:-

مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَدْعُوْ بِدَعْوَۃٍ لَیْسَ فِیْھَا اِثْمٌ وَلَا قَطِیْعَۃُ رَحِمٍ اِلَّا اَعْطَاہُ اللّٰہُ بِھَا اِحْدٰی ثَلَاثٍ۔ اِمَّا یُعَجِّلُ لَہٗ دَعْوَتَہٗ وَاِمَّا اَنْ یَّدَّخِرَھَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِمَّا اَنْ یَّصْرِفَ عَنْہُ السُّوْءَ مِثْلَھَا۔

یعنی جب ایک مومن خدا سے کوئی دعا کرتا ہے تو بشرطیکہ وہ دعا کسی گناہ کی بات یا قطع رحمی پر مشتمل نہ ہو۔ خدا مندرجہ ذیل تین صورتوں میں سے کسی نہ کسی صورت میں اس کی دعا ضرور قبول فرما لیتا ہے۔ یعنی (۱) یا تو وہ اسے **اسی صورت میں اسی دنیا میں قبول** کر لیتا ہے جس صورت میں کہ وہ مانگی گئی ہو اور (۲) یا اس دعا کو **آخرۃ میں** دعا کرنے والے کے لئے یا جس کے حق میں دعا کی گئی ہو ایک مبارک ذخیرہ کے طور پر محفوظ کر لیتا ہے اور (۳) یا اگر اسے قبول کرنا خدا کی کسی **سنت یا وعدہ یا مصلحت** کے خلاف ہو تو) اس کی وجہ سے اس سے کسی ملتی جلتی تکلیف یا دکھ یا مصیبت کو دور فرما دیتا ہے"۔

بایں ہمہ دعا میں بڑی زبردست طاقت ودیعت کی گئی ہے۔ چنانچہ یہ دعا ہی ہے جو خدا کی **تلخ تقدیروں** کو رد کرنے کی طاقت رکھتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ

"یعنی خدائی قضاء و قدر کو رد کرنے کے لئے دعا کے **سوا اور کوئی حیلہ نہیں**"۔

لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ دعا کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:-

"جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جائے"۔ یعنی حقیقی دعا گویا ایک موت ہے جس میں سے دعا کرنے والے کو گزرنا پڑتا ہے اور اپنے دل میں ایک ایسی سوز و گداز کی کیفیت پیدا کرنی پڑتی ہے جو موت کے مترادف ہے۔ اور پھر اس قسم کی موت کی کیفیت بھی دراصل ایک دوسری موت کے نتیجہ میں ہی پیدا ہو سکتی ہے جس میں انسان کے دل میں یہ درد اور یہ احساس پیدا ہو جائے کہ اگر یہ کام نہ ہوا تو میرے لئے گویا ایک موت درپیش ہو گی"۔

پھر دعا خود دعا کرنے والے کے لئے بھی ایک بہترین عبادت بلکہ عبادت کی جان ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:-

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ

"یعنی دعا صرف ایک عام عبادت ہی نہیں بلکہ دعا کرنے والے کے لئے ایسی ہے جیسے کہ ایک ہڈی کے اندر گودا ہوتا ہے جس کے بغیر ایک ہڈی بیکار چیز کی طرح پھینک دی جاتی ہے"۔

پس میں احباب جماعت سے کہتا ہوں کہ جلد بازی کی رو میں بہہ کر مایوسی کی باتیں نہ کرو بلکہ خدا کی وسیع قدرت اور وسیع رحمت پر بھروسہ رکھ کر صبر و استقلال کے ساتھ دعائیں کرو دعائیں کرو۔ دعائیں کرو۔ یہ دعائیں یقیناً حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے لئے بابرکت ہوں گی (جیسا کہ پہلے سے حضور کی طبیعت میں افاقہ شروع ہے) اور برکت کی اور بھی کئی صورتیں ہیں) جماعت کے لئے بھی بابرکت ہوں گی اور خود دعا کرنے والوں کے لئے بھی بابرکت ہوں گی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا چاہتے ہو؟

اس مختصر سے نوٹ کے ختم کرنے سے قبل میں صدقات کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ صدقہ مختلف صورتوں میں دیا جا سکتا ہے۔ اول جانور ذبح کرنے کی صورت میں۔ کیونکہ جان کے بدلے جان کا اصول تمام مذاہب میں مسلم ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنت سے ثابت ہے۔ دوسرے مسکینوں اور یتیموں اور بھوکوں کو کھانا کھلانے کی صورت میں۔ جیسا کہ قرآن مجید کی متعدد آیات میں تاکید کی گئی ہے۔ تیسرے غریبوں اور بیواؤں اور بے سہارا لوگوں کو ان کی ضرورت کے لئے نقد امداد کا انتظام کر کے۔ چوتھے نادار بیماروں کے لئے ادویہ اور ضروری غذا یا لباس مہیا کر کے۔ پانچویں ہونہار مگر غریب طالب علموں کے لئے فیسوں اور کتابوں کی امداد کی صورت میں۔ اور چھٹے اگر کسی غریب یا یتیم یا بیوہ کا مکان گر گیا ہو یا وہ ایسی ضروری تکمیل چاہتا ہو جس کے بغیر گذارہ نہ ہو سکتا ہو اسے اس کی طاقت نہ ہو تو اس کا انتظام کرا کے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب صدقہ کی مقبول اور مستحسن صورتیں ہیں جو ہمارے دوستوں کو مد نظر رہنی چاہئیں اور **صدقہ میں احمدیوں۔ غیر مسلموں بلکہ جانوروں تک کو شامل** کرنا چاہیئے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فِیْ کُلِّ کَبِدٍ حَرَّاءَ اَجْرٌ "یعنی ہر زندہ چیز کی امداد کرنے اور اسے تکلیف سے بچانے میں خدا نے اجر مقرر کر رکھا ہے"۔ اور ایک حدیث میں آپ فرماتے ہیں کہ ایک کنچنی یعنی فاحشہ عورت کو خدا نے اس لئے بخش دیا کہ اس نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا۔ اللہ اللہ! رحمت کی کتنی وسعت ہے!!! وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۳ جون ۱۹۵۹ء

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل کو دائمی طور پر حاصل کرنیکے لئے ضروری ہے

کہ

ہماری جماعت ہمیشہ دعاؤں میں لگی رہے

ہم نے دنیا بھر کو مسلمان بنانا ہے یہ بہت کٹھن کام ہے دعا کرو کہ ہماری زندگی میں یہ کام پورا ہو جائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۰؍فروری ۱۹۵۹ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
میری بائیں ٹانگ میں جو

وجع المفاصل کی تکلیف

تھی وہ ابھی تک بڑھتی چلی جا رہی ہے پچھلے دنوں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد بارش ہوتی رہی ہے جس کی وجہ سے موسم زیادہ ٹھنڈا رہا۔ اس لئے درد میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ کل انشاء اللہ میں سندھ جاؤں گا وہاں سردی کم ہے۔ اسلئے ممکن ہے گرمی کی وجہ سے میری اس تکلیف میں کمی ہو جائے۔ لیکن اس کا انحصار زیادہ تر خدا تعالیٰ کے فضل پر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو۔ تو ساری تکلیفیں دور ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کل سے دھوپ نکل آئی ہے۔ ورنہ خطرہ تھا کہ متواتر بارش کی وجہ سے فصلوں کو نقصان پہونچے گا۔ اور اس کی وجہ سے ملک میں غلہ کی اور کمی واقع ہو جائے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چند دن متواتر دھوپ نکال دی۔ تو ملک میں

فصل کی حالت

اچھی ہو جائے گی۔ میں نے چند دن پہلے خطبہ جمعہ میں اس خدشہ کا اظہار کیا تھا کہ متواتر بارش سے فصلوں کو نقصان پہونچنے کا خطرہ ہے۔ اگر چند دن متواتر دھوپ نہ نکلی۔ تو غلہ کی زیادتی کے متعلق جو اندازے لگائے گئے ہیں۔ ان میں کمی آجائے گی۔ چنانچہ یہی ہوا بارشیں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ہوتی رہیں اور دھوپ نہیں نکلی۔ جس کی وجہ سے اخباروں میں بھی یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ اگر یہی حال رہا تو

غلہ میں کمی

واقع ہو جائے گی۔ اب دھوپ نکل آئی ہے تو شاید یہ خطرہ دور ہو جائے۔ لیکن ابھی تک اس قسم کی خبریں نہیں آئیں۔ بہر حال غلہ کی کمی اور زیادتی کا انحصار خدا تعالیٰ کے فضل پر ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میں نے بیان کیا تھا کہ غلہ .... وغلہ .... موجودہ ....

.... نقد کم غلہ زیادہ اُگاؤ کا تعلق اتنا سیاست سے نہیں جتنا مذہب سے ہے۔ اور

زراعت میں ترقی کا انحصار

خدا تعالیٰ کے فضل پر ہے اور بعد کے واقعات نے اس کی تصدیق کر دی ہے پہلے جب وقت پر بارشیں ہو گئیں۔ تو اخبارات میں اس قسم کی خبریں شائع ہوئی تھیں۔ کہ بہاولپور کے علاقہ میں اس قسم کی عمدہ فصل ہے کہ ایسی عمدہ فصل پچھلے ۳۰ سال میں بھی نہیں ہوئی۔ لیکن اب پھر گھبراہٹ پیدا ہو رہی ہے اور غلہ میں کمی واقع ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ بادل کا پتہ نہیں کہ کب ہٹے اور مطلع صاف ہو۔ تا کہ فصل کو فائدہ پہونچے۔ بادل نہ تو حکومت کے اختیار میں ہے اور نہ آپ میں سے کسی کے اختیار میں ہے بلکہ

خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے

اگر بارش ہو جائے اور بعد میں دھوپ نکل آئے تو اس کا فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن یہاں یہ حالت ہے کہ روز بادل آتے ہیں۔ اور دھوپ نہیں نکلتی جس کی وجہ سے فصل زرد ہو جائے گی اور بالیوں میں دانے پورے نہیں بنیں گے۔ پس ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ وہ اپنے فضل سے ہمارے ان خدشات کو دور کر دے تا جہاں

افراد اور ملک کی مالی حالت

درست ہو

وہاں صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کی مالی حالت بھی مضبوط ہو۔ ہمارے ملک میں ۸۰ فیصدی زمیندار ہیں۔ اسی طرح ہماری جماعت میں بھی ۸۰ فی صدی زمیندار ہیں۔ اس لئے اگر فصل اچھی ہوئی تو

جماعت کے چندے

بھی بڑھیں گے اس کے سارے کام اچھی طرح چلتے رہیں گے۔ اور اگر فصل خراب ہو گی۔ تو لازمی طور پر اس کا اثر چندوں پر بھی پڑے گا۔ اور اس سے صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کو نقصان پہونچے گا۔ پھر بیرونی ممالک کے مبلغوں کو بھی نقصان پہونچے گا کہ انہیں وقت پر اخراجات مہیا نہیں ہو سکیں گے اس لئے دوست دعا کرتے رہیں کہ خدا تعالیٰ سلسلہ کی حفاظت کرے اور اسے

ہر قسم کے خطرات سے محفوظ

رکھے۔

جب سے جماعت احمدیہ قائم ہوئی ہے خدا تعالیٰ ہی اس کی حفاظت کرتا رہا ہے۔ اور اس وقت تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ دونوں کا ماہوار چندہ پچاسی ہزار روپیہ کے لگ بھگ ہے۔ لیکن شروع میں اتنا چندہ سال میں بھی جمع نہیں ہوتا تھا۔ مجھے یاد ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس بات کا علم ہوا کہ لنگر خانہ کا خرچ ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار تک پہونچ گیا ہے۔ تو آپ بہت گھبرائے کہ یہ رقم کہاں سے آئے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جماعت کی آمد میں دن بدن ترقی عطا کرتا چلا گیا۔ صرف میری خلافت کے شروع زمانہ میں سلسلہ پر

مالی لحاظ سے ایک نازک دور

آیا۔ جب میں خلیفہ ہوا۔ تو خزانہ میں صرف چند آنے تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ کے چندوں میں ترقی ہوتی چلی گئی۔ اور ہر سال پہلے سال سے زیادہ چندہ جمع ہوتا رہا۔ اور اب بنکوں اور جماعت کے اپنے خزانہ میں جو روپیہ اس وقت جمع ہے وہ دس لاکھ سے اوپر ہے۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ کیا تھا کہ

ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء

یعنی تیری مدد ایسے لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے۔

سو خدا تعالیٰ نے کیا اور خدا پورا ہو کر رہا ہے ورنہ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ سلسلہ زیادہ دیر تک نہیں چلے گا۔ یہ چند دن کا کھیل ہے جو ختم ہو جائے گا۔ کل ہی مجھے ....

کے سامنے آیا۔ جب اس نے اپنا دلی بیان کیا تو مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا۔ ضلع گجرات کے ایک گاؤں چک سکندر کے بعض لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں قادیان آیا کرتے تھے۔ ان کے رستے بڑے قدر تھے۔ اس زمانہ میں ابھی بہشتی مقبرہ نہیں بنا تھا۔ اور لوگ

تبرک کے طور پر

باغ اور مساجد دیکھنے چلے جایا کرتے تھے۔ وہ بھی باغ دیکھنے کے لئے اس سڑک پر جا رہے تھے۔ جو بہشتی مقبرہ کو جاتی ہے۔ اس زمانہ میں اس سڑک پر پختہ پل نہیں بنا تھا۔ حضرت نانا جان نے لوہے کی ریلیں ڈال کر ایک عارضی گذرنے کے لئے راستہ بنایا ہوا تھا۔ اس پل کے قریب ہماری سوتیلی والدہ کے بھائی مرزا علی شیر صاحب باغ لگایا کرتے تھے وہ مذہبی قسم کے آدمی تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شدید مخالف تھے۔ ممکن ہے ان کی مخالفت کا یہ سبب ہو کہ آپ ان کی بہن پر سوکن لے آئے تھے۔ لیکن بہر حال وہ آپ کے

بڑے سخت مخالف

تھے۔ انہوں نے چک سکندر کے ان لوگوں کو باغ کی طرف جاتے دیکھا تو انہیں آواز دیکر اپنے پاس بلایا ان کے آواز دینے پر ان میں سے ایک آدمی جو باقی ساتھیوں سے کچھ ناصبر تھا یہ سمجھ کر کہ یہ بڑے بزرگ ہیں ان کی بات سن لی جائے ان کے پاس گیا۔ مرزا علی شیر صاحب نے اس سے کہا۔ میاں تم کہاں سے آئے ہو اور کس لئے آئے ہو۔ اس شخص نے جواب دیا ہم گجرات سے آئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرنے آئے ہیں اس پر

مرزا علی شیر صاحب نے

کہا میاں مرزا غلام احمد میرا بھائی ہے۔ اور اس کا واقف جتنا میں ہوں تم نہیں ہو اور میں جانتا ہوں کہ اس نے محض دکان بنائی ہوئی ہے۔ تم کیوں یہاں اپنا دین خراب کرنے آ گئے ہو۔ اس شخص نے مرزا علی شیر صاحب کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور مرزا صاحب نے یہ سمجھ کر کہ یہ شخص ان کی باتوں سے متاثر ہو گیا ہے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا اس شخص نے ان کا ہاتھ بڑے مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو آواز دی کہ جلدی آؤ جلدی آؤ جب وہ آ گئے تو اس نے کہا۔ میں نے آپ لوگوں کو اس لئے بلایا ہے کہ ہم قرآن کریم میں پڑھا کرتے تھے۔ کہ کوئی شیطان ہوتا ہے جو

لوگوں کو گمراہ

کرتا ہے۔ مگر ہم نے وہ دیکھا نہیں تھا۔ اب

وہ شیطان مجھے مل گیا ہے اور اسے میں نے پکڑ رکھا ہے۔ اسے اچھی طرح دیکھ لو۔ مرزا علی شیر صاحب بہت گھبرائے لیکن اس شخص نے ان کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑے رکھا اور کہا ہمیں شیطان دیکھنے کی مدت سے آرزو تھی۔ سو الحمد للہ کہ آج ہم نے شیطان دیکھ لیا۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق غیر تو کیا اپنے قریبی رشتہ دار بھی یہی کہتے تھے کہ انہوں نے ایک دکان کھولی ہوئی ہے۔ اور وہ آپ کی سخت مخالفت کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے ہماری سوتیلی والدہ ہم سے بہت محبت کیا کرتی تھیں اور باوجود اس کے کہ ہم ان کی سوکن کی اولاد تھے وہ ہمارے ساتھ بڑی محبت کا سلوک کرتی تھیں۔ انکی والدہ بھی جو ہماری دادی صاحبہ کے علاوہ تھیں ہم سے بہت پیار کرتی تھیں۔ جب ہمارے رشتہ دار مرزا امام الدین صاحب اور ان کے لڑکے لڑکیاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دیتے تھے تو چونکہ وہ بہت اونچا سنتی تھیں اس لئے دریافت کرتی تھیں کہ یہ لوگ کس کو گالیاں دے رہے ہیں۔ اس پر جب انہیں بتایا جاتا کہ یہ مرزا غلام احمد کو گالیاں دے رہے ہیں تو وہ بڑبڑاتیں اور کہتیں ہائے یہ لوگ میری چراغ بی بی کے بیٹے کو گالیاں دیتے ہیں۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

اپنے رشتہ دار

بھی سمجھتے تھے کہ یہ ایک کھیل ہے جو کھیلا جا رہا ہے اور لوگ انہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں لدھیانہ کے ایک نور محمد صاحب تھے جنہیں یہ خیال تھا کہ وہ مصلح موعود ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہتے تھے کہ چونکہ وہ

میرے روحانی باپ

ہیں اس لئے جب میں اپنے روحانی باپ کے پاس جاؤں گا۔ تو ہزاروں روپیہ ان کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کروں گا۔ اس غرض سے وہ روپیہ جمع کرتے رہتے۔ جب ان کے مرید ان سے سوال کرتے کہ وہ اپنے روحانی باپ کے پاس کب جائیں گے۔ تو انہیں کہتے کہ جب میں جاؤں گا تو تمہیں بتا دوں گا۔ جب اُنہوں نے اس میں زیادہ دیر لگادی تو ان کے مریدوں نے کہا کہ آپ اگر نہیں جاتے تو ہمیں جانے کی اجازت دیدیں اس پر انہوں نے بعض مریدوں کو اس شرط سے

قادیان آنے کی اجازت

دی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں سونا پیش کریں گے

چنانچہ وہ قادیان آئے۔ مرزا امام الدین صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زاد بھائی تھے۔ وہ چوہڑوں کے پیر بنے ہوئے تھے۔ اور اپنے آپ کو ان کے بزرگوں کا اوتار قرار دیتے اور کہتے کہ چوہڑوں کا لال بیگ میں ہی ہوں۔ انہوں نے جب دیکھا کہ ادنیٰ اقوام لوگ آئے ہیں تو انہوں نے انہیں بُلایا اور ان کے آگے حقہ رکھ دیا اور پوچھا کہ تم یہاں کیا لینے آئے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو ملنے کے لئے آئے ہیں۔ اس پر مرزا امام دین صاحب نے کہا۔ چوہڑوں کا لال بیگ تو میں ہوں۔ تم مرزا غلام احمد کے پاس کیوں چلے گئے۔ وہ تو ٹھگ ہے۔ اور اس نے یونہی دکان بنائی ہوئی ہے تمہیں وہاں سے کیا ملتا ہے۔ وہ لوگ ان پڑھ تھے لیکن تھے حاضر جواب۔ انہوں نے جواب دیا۔ مرزا صاحب ہم ادنیٰ اقوام سے تعلق رکھتے تھے۔ مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان لائے تو لوگ ہمیں مرزائی مرزائی کہنے لگ گئے۔ آپ مغل تھے اور ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کی وجہ سے آپ چوہڑے کہلانے لگ گئے۔ اس پر وہ گھبرا کر خاموش ہو گئے۔

غرض غیر تو غیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے

قریبی رشتہ دار

بھی یہ سمجھتے تھے۔ کہ سلسلہ احمدیہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں بلکہ یہ محض دکانداری ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو پھیلایا اور دنیا کے کونہ کونہ میں اس کے پودے لگا دیئے۔

میں نے بتایا ہے کہ مرزا امام دین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سخت مخالف تھے۔ لیکن جیسے اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کے ہاں عکرمہ جیسا بزرگ بیٹا پیدا کر دیا تھا۔ اسی طرح مرزا امام دین صاحب کی لڑکی خورشید بیگم جو ہمارے بڑے بھائی مرزا سلطان احمد صاحب سے بیاہی ہوئی تھیں بڑی نیک اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور

سلسلہ احمدیہ کی سچی عاشق

تھیں اُنہوں نے اپنی وفات تک ایسا اخلاص دکھایا کہ حیرت آتی ہے۔

ٹائٹس بی نے جو انگلستان کا ایک بہت بڑا مورخ گذرا ہے اسلام پر ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب میں وہ جماعت احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

یہ لوگ تھوڑے ہیں اور دوسرے لوگ زیادہ ہیں۔ لیکن جیسے گھوڑ دوڑ میں بعض دفعہ ایک گھوڑا پیچھے سے آگے نکل جاتا ہے اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ ممکن ہے یہ بعد میں آنے والے لوگ عیسائیوں کو مات کر دیں اور ان سے آگے نکل جائیں

اسی طرح میں نے ایک خطبہ جمعہ میں بتایا تھا کہ آکسفورڈ یونیورسٹی نے افریقہ میں اپنے بعض طالب علم اسلئے بھیجے ہیں کہ وہ وہاں

احمدیت کا مطالعہ

کریں۔ کیونکہ افریقہ میں ہماری جماعت جلد جلد پھیل رہی ہے۔ اسی طرح ایک پادری نے ایک کتاب میں لکھا ہے کہ پہلے ہمارا خیال تھا کہ افریقہ میں عیسائیت بہت جلد پھیل جائے گی اور باقی سب مذاہب کو کھا جائے گی۔ لیکن اب حالت اس کے برعکس ہے۔ افریقہ میں اسلام اس کثرت سے پھیل رہا ہے کہ اب معلوم ہوتا ہے کہ وہ عیسائیت کو کھا جائے گا۔ غرض احمدیت جسے اپنے اور بیگانے ابتداء میں محض کھیل سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کو اتنی ترقی عطا کی کہ اس کے ذریعہ دنیا کے کونہ کونہ میں اسلام پھیل گیا۔ ایک دفعہ ایک نومسلم انگریز نے مجھے لکھا۔ ایک وقت تھا کہ میں عیسائیوں کی کتابیں پڑھ کر یہ خیال کرتا تھا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نعوذ باللہ مذہب کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اس لئے میں سوتے وقت بھی آپ کو گالیاں دیا کرتا تھا لیکن اب خدا تعالیٰ نے مجھ پر فضل کیا ہے اور مجھے

احمدیت کی نعمت

سے نوازا ہے۔ جس کی وجہ سے میں اس وقت تک سوتا نہیں جب تک آپ پر درود نہ بھیج لوں

جب میں بیماری کے علاج کے سلسلہ میں انگلینڈ گیا تو وہاں مجھے ایک بہت بڑے ادیب ڈسمنڈ شا ملنے کے لئے آئے۔ ملاقات کے بعد جب میں اپنے کمرہ میں جانے لگا تو میں نے کسی کے پاؤں کی آہٹ سنی۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ڈسمنڈ شا میرے پیچھے آرہے تھے۔ میں نے کہا میں نے تو آپ کو رخصت کر دیا تھا پھر آپ میرے پیچھے کیسے آرہے ہیں۔ انہوں نے کہا میں نے ایک بات دریافت کرنی ہے۔ میں نے کہا کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا اگرچہ میں عیسائی ہوں اور ابھی تک اسلام نہیں لایا لیکن جب میں اسلام کے متعلق تقریر کرتا ہوں تو میرے دل سے آواز آتی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے بڑے محسن ہیں لیکن جو لوگ عیسائی ہیں وہ یہ بات نہیں

مانتے۔ میں نے کہا۔ خدا تعالیٰ آپ کے دل پر نازل ہوتا ہے ان لوگوں کے دلوں پر نازل نہیں ہوتا۔ جب ان لوگوں کے دلوں پر بھی خدا تعالیٰ نازل ہونے لگ جائے گا تو وہ بھی یہ بات مان جائیں گے۔ اس نے کہا۔ اب میں یہ بات سمجھ گیا ہوں۔ یہ شخص بہت بڑا مصنف ہے۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ گو ایچ جی ویلز زیادہ مشہور ہے لیکن میری کتابیں اس سے زیادہ بکتی ہیں۔ اس لئے کہ میں مذہب کا مؤید ہوں اور وہ مذہب کا مخالف ہے

غرض وہ سلسلہ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں لوگ خیال کرتے تھے کہ یہ چند دن کا مہمان ہے۔ اس کے پودے دنیا کے کونہ کونہ میں لگ گئے ہیں۔ اور اب غیر بھی اس کی تعریف کرتے ہیں۔

میرے زمانہ خلافت میں

جب پیغامی مولوی محمد احسن صاحب کو ورغلا کر لاہور لے گئے۔ اور انہوں نے کہا میں نے ہی انہیں خلیفہ بنایا تھا اور اب میں ہی انہیں معزول کرتا ہوں تو اس کی وجہ سے جماعت میں ایک جوش پیدا ہو گیا۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ان کے متعلق ایک ریزولیوشن پاس ہوا۔ تو میں نے انہیں جماعت سے خارج کر دیا۔ اس موقعہ پر ایک دوست جو مخلص تھے مگر بات جلدی نہیں سمجھتے تھے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے یہ بڑے بزرگ صحابی ہیں انہیں جماعت سے نہ نکالیں۔ اس پر میں کھڑا ہو گیا۔ اور میں نے کہا کہ مولوی صاحب پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ مجھے جو خلیفہ ہوں معزول کر دیں اور مولوی محمد احسن صاحب کو جماعت میں رکھ لیں۔ اس پر وہ دوست کہنے لگے۔ اچھا اگر یہ بات ہے تو پھر نکال دیں۔ مولوی محمد احسن صاحب کی طبیعت بھی ایسی ہی تھی۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بسراواں کی طرف سیر کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ کے کلام میں اور بندہ کے کلام میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ آپ نے اپنا ایک الہام سُنایا اور فرمایا دیکھو یہ بھی ایک کلام ہے اور اس کے مقابل پر حریری کا بھی کلام موجود ہے۔ مولوی محمد احسن صاحب نے بات کا آخری حصہ غور سے نہ سُنا اور الہام کے متعلق خیال کر لیا کہ یہ حریری کا کلام ہے اور کہنے لگے بالکل لغو ہے بالکل لغو ہے۔ لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ تو

خدا تعالیٰ کا الہام

ہے تو مولوی محمد احسن صاحب کہنے لگے سبحان اللہ کیا ہی عمدہ کلام ہے۔ اسی قسم کی طبیعت اس دوست کی بھی تھی۔ جب ریزولیوشن پاس ہو گیا تو وہ دوست کہنے لگے

پر پڑنے معافی ہیں انہیں جماعت سے نہ نکالا جائے۔ مگر جب میں نے کہا کہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ مجھے جو خلیفہ ہوں معزول کر دیا جائے اور انہیں جماعت میں رکھ لیا جائے تو وہ کہنے لگے اچھا پھر انہیں جماعت سے نکال دیں۔ تو یہ خدا کا فضل ہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جنہیں قادیان کے رہنے والے بھی نہیں جانتے تھے آپ کا نام دنیا کے ملک میں پھیلا۔ اور آج آپ کو ماننے والے دنیا کے کونہ کونہ میں پائے جاتے ہیں۔

قادیان میں ایک سکھ

میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا آپ کے تایا مرزا غلام قادر صاحب تو بہت مشہور تھے اور ایک بڑے عہدہ پر فائز تھے لیکن مرزا غلام احمد صاحب غیر معروف تھے انہیں کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ میرے والد ایک دفعہ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے پاس گئے اور کہنے لگے سنا ہے آپ کا ایک اور بیٹا بھی ہے وہ کہاں ہے۔ انہوں نے کہا وہ تو سارا دن مسجد میں پڑا رہتا ہے اور قرآن پڑھتا رہتا ہے مجھے اس کا بڑا فکر ہے کہ وہ کھائے گا کہاں سے۔ تم اس کے پاس جاؤ اور اسے سمجھاؤ کہ دنیا کا بھی کچھ فکر کرے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ کوئی نوکری کرے۔ لیکن جب بھی میں اس کے لئے کسی نوکری کا انتظام کرتا ہوں وہ انکار کر دیتا ہے چنانچہ میرے والد گئے اور بڑے مرزا صاحب کا پیغام ... ان کو پہنچایا۔ وہ کہنے لگے والد صاحب کو تو یوں ہی فکر لگی ہوئی ہے میں نے دنیا کی نوکریوں کو کیا کرنا ہے آپ ان کے پاس جائیں اور انہیں کہہ دیں کہ میں نے جس کا نوکر ہونا تھا ہو گیا ہوں مجھے آدمیوں کی نوکریوں کی ضرورت نہیں۔ اس سکھ پر اس بات کا اس قدر اثر تھا کہ جب بھی وہ آپ کا ذکر کیا کرتا تھا اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگ جاتے۔ ایک دفعہ وہ جھوٹی مسجد میں آیا اور میرے پاس آکر چیخیں مار کر رونے لگ گیا۔ میں نے کہا کیا بات ہوئی۔ وہ کہنے لگا آج مجھ پر بڑا ظلم ہوا ہے۔ میں آج بہشتی مقبرہ گیا تھا جب میں مرزا صاحب کے مزار پر جا کر سجدہ کرنے لگا تو ایک احمدی نے مجھے اس سے منع کر دیا حالانکہ اس کا مذہب اور ہے اور میرا مذہب اور ہے۔ اگر احمدی قبروں کو سجدہ نہیں کرتے تو نہ کریں لیکن میں تو سکھ ہوں اور ہم سجدہ کر لیتے ہیں پھر اس نے مجھے منع کیوں کیا۔ غرض آپ بالکل خلوت نشین تھے اور جو لوگ آپ سے واقف تھے ان پر آپ کی

عبادت اور زہد کا اتنا اثر

تھا کہ وہ باوجود غیر مسلم ہونے کے وفات کے بعد بھی آپ کے مزار پر آتے رہے۔ جس طرح مولوی محمد حسین صاحب نے

لاہور جا کر میرے متعلق کہا تھا کہ میں نے ہی انہیں خلیفہ بنایا ہے اور اب میں ہی انہیں معزول کرتا ہوں۔ اسی قسم کی بات مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہی تھی۔ دعوے سے پہلے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے مداح تھے۔ لیکن جب آپ نے دعویٰ کیا تو مخالف ہو گئے۔ اور کہنے لگے میں نے ہی مرزا صاحب کو بڑھایا تھا اور اب میں ہی انہیں نیچے گراؤں گا۔ چنانچہ وہ تمام عمر آپ کے خلاف پروپیگنڈا کرتے اور لوگوں کو آپ کے پاس آنے سے روکنے کی کوشش کرتے رہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ناکام رکھا۔

پیرا نامی ایک پہاڑیہ

تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بطور خدمت گار رہتا تھا۔ اسے گنٹھیا کی بیماری تھی۔ اس کے رشتہ داروں کو علم ہوا کہ قادیان میں مفت علاج ہوتا ہے تو وہ اُسے اٹھا کر قادیان لے آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا علاج کیا۔ اور جب وہ تندرست ہوا تو آپ کی خدمت میں ہی رہنے لگ گیا اور اپنے وطن واپس نہ گیا۔ وہ شخص اتنا اجڈ تھا کہ دو چار آنے لے کر دال میں مٹی کا تیل ملا کر پی لیا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسے کبھی کبھی بٹالہ ملٹی چھڑانے کیلئے بھجوایا کرتے تھے۔ اور بٹالہ سٹیشن پر روزانہ مولوی محمد حسین صاحب اس لئے جایا کرتے تھے کہ جو لوگ قادیان جا رہے ہوں انہیں ورغلانے کی کوشش کریں۔ ایک دن اتفاق ایسا ہوا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو قادیان جانے والا کوئی شخص نہ ملا۔ انہوں نے پیرے کو ہی پکڑ لیا اور کہنے لگے۔ پیرے کیا تیری عقل ماری گئی ہے۔ تو مرزا صاحب کے پاس کیوں بیٹھا ہے۔ وہ تو جھوٹا آدمی ہے۔ پیرا کہنے لگا مولوی صاحب میں تو جاہل ہوں اور پڑھا لکھا نہیں۔ لیکن ایک بات جانتا ہوں اور وہ یہ کہ مرزا صاحب اپنے گھر میں بیٹھے رہتے ہیں اور لوگ آپ سے ملنے کے لئے دور دور سے آتے ہیں۔ بعض دفعہ وہ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں یا مجھے ابھی فرصت نہیں۔ اور لوگ پھر بھی آپ کے دروازہ کو نہیں چھوڑتے۔ دوسری طرف میں دیکھتا ہوں کہ آپ روزانہ یہاں آکر لوگوں کو قادیان جانے سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور شاید اس کوشش میں آپ کی جوتیاں بھی گھس گئی ہوں گی مگر لوگ پھر بھی قادیان جاتے ہیں۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ

مرزا صاحب ضرور سچے اور راست باز ہیں

رپورٹ کارگذاری دفتر تبلیغ مقامی زائرین

بابت ماہ اپریل ۱۹۵۹ء

از مکرم مولوی الہ دین صاحب انچارج دفتر زائرین بتوسط نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

عرصہ زیر رپورٹ میں مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے آمدہ زائرین کی تعداد ۵۱۷ ہے۔ ان آنے والے زائرین کو دفتر زائرین میں بٹھا کر اسلام و احمدیت سے متعارف کرا کر قادیان کی مختلف تواریخ سے آگاہ کیا جاتا رہا۔ اور ہر مذہب والے کو اس کے مذہب کی پیشگوئیاں سنا کر "موعود اقوام عالم" کی نشانیاں بتا کر اس کے آنے کی خبر دی جاتی رہی۔ اور "موعود" کے بارہ میں دیگر مذاہب کی پیشگوئیوں کے علاوہ خود موعود کی پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں اور جو ہونے والی ہیں بتائی جاتی رہیں۔ اور آنے والے خطرناک حالات و ایام سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے موعود کو ماننے کی دعوت اور آپ کے لائے ہوئے مشن کو اپنا کر اسے پھیلانے کی تحریک کی جاتی رہی۔ اور تمام اہل مذاہب والوں کو بھائی بھائی بن کر رہنے کی برکات سے اور انشقاق کے بُرے نتیجہ سے آگاہ کیا جاتا رہا۔ بہت سے زائرین خدا کے فضل سے اچھا اثر لے کر جاتے رہے۔ اور کئی ان میں سے اقرار کرتے رہے کہ اگر انسان اسی رستہ پر چلیں تو آفات سے امن میں آ سکتے ہیں۔ آنے والے زائرین کو ان کے مناسب حال لٹریچر بھی دیا جاتا رہا۔ عرصہ زیر رپورٹ میں تقسیم شدہ لٹریچر کی تعداد ۱۳۹ ہے۔

اب تک اس دفتر کے ذریعہ جماعت سے متعارف اور مقامات مقدسہ کی زیارت کرنے والے زائرین کی تعداد ۲۸۸۵۳ ہے۔ اور دفتر کے ذریعہ مختلف زبانوں کے دیئے گئے لٹریچر کی تعداد ۲۴۵۹۶ ہے۔

احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس ذریعہ کو زیادہ سے زیادہ سعید ارواح کی ہدایت کا باعث بنائے۔ آمین۔

تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو خود بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوست تھے اور ان کے والد بھی آپ کے دوست تھے انہوں نے بھی کہا تھا کہ میں نے اس شخص کو بڑھایا ہے اور اب میں ہی اس کو نیچے گراؤں گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس کے نام کو تو مٹا دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کو دنیا میں پھیلا دیا۔ بعد میں اس کا ایک بیٹا آریہ ہو گیا تھا۔ میں نے اُسے قادیان بلایا اور اُسے دوبارہ مسلمان کیا۔ مولوی محمد حسین صاحب نے شکریہ کا خط بھی مجھے لکھا۔ تو جماعت کا نٹوں پر سے گذرتی ہوئی اپنی اس حیثیت کو پہنچی ہے اور یہ چیز بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اس کے شامل حال ہے۔ لیکن اس فضل کو دائمی طور پر حاصل کرنے کے لئے جماعت کو ہمیشہ دعاؤں میں لگے رہنا چاہیئے۔ بے شک دنیا کی نظروں میں ہم نے عظیم الشان کام کیا ہے۔ لیکن ہمارا کام ابھی بہت باقی ہے۔

ہم نے ساری دنیا کو مسلمان بنانا ہے

اور یہ کام بہت کٹھن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہماری زندگی میں ہمیں وہ دن دکھائے جب یہ کام پورا ہو جائے۔ اور ساری دنیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔ اور اسلام امریکہ میں بھی پھیل جائے۔ یورپ میں بھی پھیل جائے۔ روس میں بھی پھیل جائے۔ چین میں بھی پھیل جائے۔ ہندوستان میں بھی پھیل جائے۔ دلوں کا پھیرنا اسی کا کام ہے کسی انسان کا کام نہیں۔ اس لئے ہمیں خدا تعالیٰ کے حضور ہی جھکنا چاہیئے اور اسی سے مدد طلب کرنی چاہیئے۔ کیونکہ مشکلات کو آسان کرنا اسی کا کام ہے۔

جماعت احمدیہ پینگاڈی (کیرالہ) کی تبلیغی جدوجہد

جماعت احمدیہ پینگاڈی نے تین وفد بنا کر جن کی قیادت مکرم ایس وی قمر الدین صاحب، مکرم بی احمد صاحب و مکرم پی محمد کویا صاحب کر رہے تھے تین مختلف مقامات میں بروز اتوار مورخہ ۵/۵۹-۱ کو فریضہ تبلیغ انجام دیا۔ ۷۹ ٹریکٹ و کتب مسیح ہدایت دو عدد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہاں وفات پائی ۳۱ عدد فروخت کئے۔ اور دس خریدار ماہوار ملیالم زبان کا رسالہ ستیا دوتن کے لئے بنائے۔ قریباً ۲۰ میل تبلیغ اسلام کے مقاصد کے لئے سفر کیا۔

اللہ تعالیٰ ان کی تبلیغی مساعی کے نیک نتائج پیدا فرمائے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

درخواست دعا

خاکسار کا لڑکا عزیزم منصور احمد اس ماہ میٹرک کا امتحان دے رہا ہے نمایاں کامیابی کے لئے سب بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے نیز اللہ تعالیٰ ہمیں مخالفوں کے شر سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین۔ خاکسار منظور احمد نمبر دار یسی بھوبنیشور پوری اڑیسہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی متعنا اللہ بطول حیاتہٗ کی صحت کے متعلق

ڈاکٹری رپورٹوں کا خلاصہ

قادیان ۱۰ جون سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ہفتہ زیر اشاعت الفضل ربوہ میں جو صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے ڈاکٹری رپورٹیں شائع ہوئی ان کا خلاصہ تاریخ وار درج ذیل ہے:-

ربوہ یکم جون (بوقت ساڑھے نو بجے صبح) اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور رحم کے ساتھ کل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت عام طور پر اچھی رہی اور گھبراہٹ وغیرہ کی تکلیف نہیں ہوئی۔ البتہ نقرس کی تکلیف کل کچھ زیادہ رہی پاؤں میں اس کی وجہ سے ورم بھی ہے۔ نقرس کی درد کی وجہ سے شروع رات نیند نہ آسکی مگر اس کے بعد درد کی دوا دینے سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیند آگئی — صبح کے وقت عام طبیعت تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ مگر نقرس کی درد ہے اور گھٹنے میں سوزش کی تکلیف ہے۔

ربوہ ۲ جون (بوقت ساڑھے نو بجے صبح) کل اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت اقدس کی طبیعت عام طور پر بہتر رہی اور دن میں حضور نے کچھ آرام بھی فرمایا مگر نقرس کی تکلیف کل نسبتاً زیادہ رہی اور پاؤں کے علاوہ گھٹنے میں بھی کچھ درد کی شکایت فرمائی نقرس کی تکلیف کی وجہ سے بعض اوقات بیماری میں پیچیدگی پیدا ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کو اس سے اپنے خاص فضل سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

رات حضور کو نیند اچھی آگئی آج صبح کے وقت نقرس کی تکلیف میں قدرے تخفیف محسوس ہوتی ہے۔

ربوہ ۳ جون (بوقت ۹½ بجے صبح) کل دن بھر حضرت اقدس کی طبیعت عام طور پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی نقرس کی ایک دوائی کی وجہ سے کل دوپہر کے وقت دو دفعہ اسہال ہوگئے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے طبیعت پر کوئی مضعف اثر نہیں ہوا نقرس کی تکلیف میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کمی ہے رات نیند اچھی آگئی۔ آج صبح عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے نقرس میں بھی کمی ہے۔ مگر ابھی پاؤں پر کچھ سوجن باقی ہے۔

ربوہ ۴ جون (بوقت ۹½ بجے صبح) کل دن بھر حضور کی عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی نقرس کی تکلیف میں بھی آرام رہا۔ شروع رات نیند نہیں آئی۔ مگر نیند کی دوا دینے سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلد نیند آگئی اور پھر صبح تک اچھی نیند آئی — صبح کے وقت طبیعت میں کچھ ضعف اور بے چینی ہے جو غالباً رات کی گرمی کا نتیجہ ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ طبی مشورہ کیلئے لاہور تشریف لے گئے

لاہور ۵ جون (بوقت ساڑھے سات بجے صبح) کل صبح پونے سات بجے ربوہ سے روانہ ہوکر حضور مع خدام سوا دس بجے کے قریب بغرض معائنہ و طبی مشورہ تشریف لائے۔ سفر کا پہلا حصہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی طرح کٹ گیا۔ مگر بعد ازاں بوجہ گرمی اور سفر کی کوفت کے حضور کو بے چینی کی شکایت ہوگئی۔ جو لاہور پہنچنے پر آرام کرنے سے دور ہوگئی۔ بعد دوپہر کچھ وقت کے لئے گھبراہٹ ہوئی مگر عام طور پر طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی رات نیند اچھی طرح آگئی۔

آج صبح طبیعت بہتر ہے مگر گرمی کے باعث بے چینی ہے۔

لاہور ۶ جون (بوقت ۸ بجے صبح) کل دن بھر حضور اقدس کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے عام طور پر بہتر رہی البتہ گرمی کے باعث کچھ بے چینی رہی نقرس کی تکلیف میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی فرق ہے رات نیند بھی اچھی آگئی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مری تشریف لے گئے

راولپنڈی ۷ جون (بوقت ۷½ بجے صبح) (بذریعہ فون) :-

(۱) کل دن بھر حضور اقدس کی طبیعت عام طور پر اچھی رہی البتہ گرمی کے باعث کبھی کبھی گھبراہٹ اور بے چینی ہوتی رہی۔ نقرس کی تکلیف میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی حد تک افاقہ ہے۔ مگر اس بیماری کے بار بار عود کر آنے پر خطرہ ہوتا ہے۔ لہٰذا احباب جماعت خاص طور پر دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اس مرض سے حضور کو کلی شفا عطا فرمائے۔

(۲) کل شام مری کے لئے روانگی تھی۔ ۶ بجے شام حضور بذریعہ کار اسٹیشن پر تشریف لے گئے اور گاڑی پر سوار ہوئے۔ حضور اقدس کے لئے ایک علیحدہ ڈبہ ریزرو کرایا گیا تھا۔ اس سفر کے باعث حضور کو بے چینی کی تکلیف ہوتی رہی۔ رات سفر کی وجہ سے نیند کم آئی۔ اس وقت عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔ اصل بیماری کی وجہ سے جو شدید اعصابی کمزوری ہوگئی تھی اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بتدریج افاقہ ہو رہا ہے مگر کبھی کبھی تکلیف شدت سے ظاہر ہو جاتی ہے جو ہمارے لئے وجہ فکر بن جاتی ہے۔

احباب التزام کے ساتھ حضور کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور تضرع میں لگے رہیں تا ہمارے قادر خدا اپنے خاص فضل سے حضور کو تمام عوارض سے شفا عطا فرما کر صحت والی اور کام والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار (ڈاکٹر) مرزا منور احمد۔ راولپنڈی ۷ جون ۱۹۵۹ء

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کیلئے مختلف جماعتوں میں دعائیں و صدقات

(بقیہ صفحہ نمبر ۸)

جموں

مرکز سے تازہ آمدہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی صحت میں قدرے افاقہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو کامل صحت بخشے۔ آمین جماعتوں میں صدقہ اور دعاؤں کی تحریک کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کی دعاؤں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

خاکسار محمد یوسف

چینگاڈی

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالت کی خبر ملنے کے بعد سے اجتماعی دعائیں جاری ہیں۔ تقریباً ۲۰ روپے بطور صدقہ تقسیم

روپے پر چاول خرید کر کے غرباء میں تقسیم کئے۔ اللہ تعالیٰ حضور کو مفید اثر جلد شفاء عطا فرمائے اور کام کرنے والی لمبی عمر عطا کرے۔ آمین (مولوی عبداللہ صاحب فاضل کی طرف سے بھی ایسی قسم کی رپورٹ موصول ہوئی ہے)

عبدالقادر جنرل سیکرٹری

برہ پورہ

مرکز سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاعات باقاعدہ مل رہی ہیں جو احباب جماعت کو سنا دی جاتی ہیں۔ اجتماعی اور انفرادی دعائیں کی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

یاد رفتگان

قادیان کے دو درویشوں کی وفات اور اُن کا ذکر خیر

از مکرم جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے قادیان

۱۔ مکرم میاں خدا بخش صاحب طغلوالہ ولیہ

گذشتہ اشاعت میں احباب یہ خبر پڑھ چکے ہیں کہ مکرم میاں خدا بخش صاحب ولد گاگو قوم موچی سکنہ طغلوالہ (نزد قادیان) ۲۵ مئی کو ساڑھے چھ بجے شام دار المسیح میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

گو آپ غریب اور ناخواندہ تھے لیکن اخلاص کی دولت سے مالامال تھے۔ انہوں نے $\frac{۲۲}{۱۸}$ کو وصیت کی تھی۔ اس کے الفاظ ان کے اخلاص کی پوری عکاسی کرتے ہیں۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"میری اس وقت جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے مگر میں ایک غریب مزدوری پیشہ آدمی ہوں اور دلی اخلاص سے چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ اپنی محنت و مزدوری کی کمائی سے تاحین حیات دسواں حصہ (۱/۱۰) انشاء اللہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور کو ادا کرتا ہوں رہوں گا۔ اور بڑی خوشی اور بہت محبت سے میں نے اس کو منظور کیا ہے۔ اور تادم آخر اس بات پر عمل کرتا رہوں گا۔ ہاں اس وقت بھی میرے پاس صرف پانچ روپے نقد موجود ہیں جن کو بہت محبت و بڑی خوشی اور سچے دلی اخلاص سے اسی وقت داخل خزانہ انجمن مذکور کرتا ہوں"

سچ ہے الغنی غنی النفس۔ آپ نے اس عہد کو جس خوبی سے نبھایا۔ اس کی مثال وہ آپ تھے۔ عالب درویشی میں بہت قلیل گذارہ ملتا تھا لیکن وہ اس میں سے بھی حصہ وصیت اور چندہ تحریک جدید دینے کے علاوہ اپنی جان پر حد درجہ جبر کر کے روپیہ پس انداز کرتے رہتے تھے۔

تقسیم ملک سے پہلے قادیان میں ۱۹۲۶ء میں ۔ ۔ ۔ ۔ ریل گاڑی جاری ہونے پر اس وقت سے وہ لیلو ودلی کے کام کرتے تھے اتنی قلیل آمد سے انہوں نے کچھ روپیہ پس انداز کر رکھا تھا جس میں زمانہ درویشی میں اضافہ کرتے رہتے تھے۔ پانچ سال قبل انہوں نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت مبارک میں تحریر کیا کہ میرے پاس اتنی رقم ہے میں حج کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن میں اکیلا سفر نہیں کر سکتا۔ اس پر حضور نے جواب دیا کہ

قادیان کے ذمہ دار افراد کے مشورہ سے اس رقم کو صرف کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بہت سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ دور دراز کا سفر وہ اکیلے نہیں کر سکتے تھے۔ بڑھاپے کے بھی اثرات ان پر حاوی تھے۔ یہ رقم ان کے سفر حج کے لئے تو شاید کافی ہو جاتی لیکن حج بدل کے لئے یقیناً ناکافی تھی سو قادیان کے مشورہ کے مطابق انہوں نے یہ ایک ہزار تین سو اسی روپے کی رقم بہشتی مقبرہ کی چار دیواری کی تعمیر کے لئے دیدی۔ ان کی اس ناقہ مستی کی حالت کو مدنظر رکھیں تو ان کی اس گرانقدر قربانی کا صحیح اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ وہ حد درجہ غریب تھے۔ نقل کے طور پر محنت مزدوری کر کے عمر بھر میں انہوں نے یہ رقم جمع کی تھی۔ والدین بھی غریب تھے اور بچپن میں ہی انہیں داغ مفارقت دے گئے تھے۔ ایسی صورت میں مال کی حرص بڑھ جاتی ہے۔ بچپن میں حرص بخل کی بجائے اتفاق فی سبیل اللہ کی عادت ان میں پیدا ہوئی۔ انہوں نے سلسلہ کی ایک عزیز تر منظر کے لئے یکلخت رقم خطیر دے دی یقیناً وہ سچے دل سے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے تھے۔ اس طرح بھی ان کی اس قربانی کا اندازہ ہوتا ہے۔ تعمیر چار دیواری کے معاملہ میں وہ قادیان ہی نہیں بلکہ سب احباب منتظمین سے سبقت لے گئے جن میں ہزار ہا افراد ان سے ہزار ہا گنا زیادہ امیر تھے۔ دوسرے دفتہ یہ رقم اسی اللہ کی وصول ہوئی وہ یا نشر تھی ان کا جذبہ کیسا پاک جذبہ تھا کہ عمر بھر حج بیت اللہ کے لئے رقم پس انداز کرتے رہے۔ بلکہ اس رقم کی ادائیگی کے بعد حج کی خاطر اب پھر روپیہ جمع کرنا شروع کر دیا تھا ان کی اپنی حالت یہ تھی کہ اس میں ذرہ بھر بھی مبالغہ نہیں کہ وہ اپنی جان پر ظلم کرتے تھے بعض ذمہ دار افراد نے ان کو کئی بار سمجھایا کہ وہ اپنے نفس کا حق خیال رکھیں۔ خاکسار نے بھی سمجھایا۔ لیکن وہ اپنی ذہن کے پکے تھے۔ اور در اصل اسی وجہ سے وہ اسی سال میں کئی بار بیمار ہوئے۔ اور دو ماہ سے تو صاحب فراش ہو گئے تھے۔ ضعف بڑھ کر جان لیوا ثابت ہوا۔

دوسری نیکی بہت بڑی خوبی ان میں یہ بھی تھی کہ ان کو قادیان سے محبت تھی جو ۱۹۴۷ء میں قادیان ہی میں ٹھہر جانے کا موجب ہوئی۔ تیسری بڑی خوبی ان کی عبادت گذاری تھی۔ چند سالوں سے وہ نظارت علیا یا دفتر امیر مقامی میں بطور مددگار کارکن کے کام کرتے تھے۔ اس کے بعد ان کا سارا وقت مسجد مبارک اور بیت الدعا میں نوافل اور دعاؤں اور مسجد مبارک میں تہجد گذاری اور قرآن خوانی پر خرچ ہوتا تھا۔ بہت اچھے تو نہیں قرآن مجید پڑھ سکتے تھے۔ دوسرے کے علاوہ کچھ پڑھ نہ سکتے تھے) وہ اسے اپنی زندگی کا مقصد وحید سمجھتے تھے۔ ۱۹۵۳ء میں ان کو شوق پیدا ہوا کہ مسجد مبارک میں ماہ رمضان کے روزے رکھیں اور اعتکاف بیٹھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کی توفیق عطا کی۔ گذشتہ سال بھی اس امر کی انہیں شدید خواہش تھی جس کا انہوں نے متعدد بار خاکسار سے ذکر کیا تھا۔ لیکن بر وقت پیسے دستیاب نہ آنے کے باعث یہ خواہش پوری نہ ہو سکی نیز وہ ہمیشہ اس امر کا التزام کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ مسجد مبارک کے حصہ قدیم میں بلکہ خصوصاً ان حصوں میں نماز ادا کریں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز ادا فرماتے تھے۔

مکرم میاں الٰہ بخش صاحب (صحابی) درویش جو موضع ہرچووال (نزد قادیان) کے باشندہ ہیں بتلاتے ہیں کہ میں مرحوم کو بچپن سے جانتا ہوں میری عمر ۷۱ سال کے قریب ہے۔ مرحوم مجھ سے چار پانچ سال چھوٹے تھے اور سناتے ہیں کہ انہوں نے خلافت اولیٰ میں احمدیت قبول کی تھی۔ موصوف سناتے ہیں کہ قبول احمدیت پر گاؤں کے لوگوں نے مرحوم کو تنگ کیا۔ اس لئے وہ قادیان میں رہنے لگ پڑے۔ ان کے والدین تبھی فوت ہو چکے تھے۔ کوئی بھائی کوئی نہیں تھا۔ ایک بہن تھی ان کی سادگی اور غربت کی وجہ سے ان کی شادی نہیں ہو سکی تھی قرآن مجید انہوں نے بچپن میں پڑھا تھا۔

آپ کا جنازہ بعد نماز عشاء مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر مقامی نے صحن بیت الفکر میں پڑھایا اور جنازہ میں بہشتی مقبرہ میں آ گئے پر مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے دعا کروائی۔ بہشتی مقبرہ کے باعث رات ہی کو دفن کیا جانا ضروری تھا۔ چونکہ گیارہ بجے شب قبر تیار ہونے پر احباب بعد تدفین واپس آ گئے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اس جنتی روح کی مغفرت اور رفع درجات کیلئے دعا فرمائیں۔ اور یہ کہ تمام اہالیان قادیان کو ایسے اعمال کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا کرے کہ اس کی رضا حاصل ہو۔

۲۔ مکرم نذر محمد خان صاحب افغان درویش کی وفات

یہ خبر بھی گزشتہ اشاعت میں احباب پڑھ چکے ہیں کہ مکرم نذر محمد صاحب ولد جلیع اللہ خان صاحب موضع تنگک (قوم جدران) بعمر قریباً ہفتاد سال ۲۷-۲۸ مئی کی درمیانی شب کو ۲ بجے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ گیارہ بجے دن کے قریب مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت نے بستان خانہ میں ایک کثیر جماعت کے ساتھ جنازہ کی نماز پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آنے پر مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے آخری دعا کرائی۔

مکرم عبد الرحیم صاحب پٹھان درویش نے بتایا کہ مرحوم اندازاً گزشتہ ۱۹۲۱ء یا ۱۹۲۲ء میں قادیان

۱۔ میاں خدا بخش صاحب درویش فوت ہوگئے

قادیان سے مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ کی تار موصول ہوئی ہے کہ میاں خدا بخش صاحب درویش جو کچھ عرصہ سے بیمار تھے فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موضع طغلوالہ نزد قادیان کے رہنے والے تھے اور بہت مخلص اور پابند صوم و صلوٰۃ تھے انہوں نے نقل کے طور پر محنت مزدوری کر کے قریباً ڈیڑھ ہزار روپیہ جمع کیا جس سے حج ادا کرنے کا ارادہ تھا مگر بعض روکوں کی وجہ سے حج نہیں کر سکے اور یہ سارا روپیہ حفاظت مقبرہ میں دیدیا۔ مرحوم نماز باجماعت کے بہت پابند تھے اور ہمیشہ اول وقت پر مسجد میں آنے کی کوشش کیا کرتے تھے اور نوافل کا بھی بہت شوق تھا غالباً صرف قرآن مجید ناظرہ پڑھ سکتے تھے مگر بڑی نیکی اور اخلاص سے زندگی گذاری اور قادیان میں دھونی رما کر بیٹھے رہے حتیٰ کہ آخر اسی درویشی کی حالت میں ہی وفات پائی اور مقبرہ بہشتی قادیان میں دفن ہوئے اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے۔ تعارف کے خیال سے لکھا جاتا ہے کہ بعض اوقات انہیں مجھے استاد لبعنڈی کہہ کر پکارتے تھے اس میں شبہ نہیں کہ وہ ناخواندہ اور دیہاتی ہونے کے باوجود دین کے رستہ میں اکثر نوجوانوں کے لئے استاد کے حکم میں تھے۔

خاکسار مرزا بشیر احمد دفتر حفاظت مرکز ربوہ $\frac{۲۷}{۵۹}$ (الفضل $\frac{۵}{۵۹}$/۳۰)

۲۔ نذر محمد صاحب افغان درویش کی وفات

میاں خدا بخش صاحب درویش کی وفات کے بعد دوسرے دن قادیان سے یہ اطلاع ملی ہے کہ نذر محمد صاحب افغان درویش بھی وفات پا گئے ہیں۔ ان کو ایک درخت سے گر کر سخت چوٹیں آئیں اور اس کے دوسرے دن فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نذر محمد صاحب افغان علاقہ خوست ملک افغانستان کے رہنے والے تھے۔ اور ملکی تقسیم سے کافی عرصہ قبل قادیان ہجرت کر کے آ گئے تھے۔ اور پھر ملکی تقسیم کے بعد بھی صبر و شکر کے ساتھ بیٹھے رہے۔ بہت خاموش طبیعت کے تھے اور غالباً غلغلہ رہنے کے عادی تھے۔ اس لئے ان کی زبان بہت کم کھل سکتے تھے اور زیادہ تر پشتو ہی بولتے تھے۔ مگر ویسے نیکی کا جوش رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے۔

فقط والسلام خاکسار مرزا بشیر احمد دفتر حفاظت مرکز ربوہ (الفضل $\frac{۵}{۵۹}$/۳۱)

ہجرت کرکے آ گئے تھے۔ ان کا خاندان حضرت سید عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر اثر تھا اور مرحوم کا گاؤں بھی شہید مرحوم کے گاؤں کے نزدیک تھا۔ مرحوم کے دو بھائی تھے ایک کا نام شریف تھا جو قتل کر دیئے گئے تھے۔ یہ احمدیت سے قبل کی بات ہے اور وہ غیر شادی شدہ تھے۔ دوسرے بھائی کا نام عبد اللہ تھا۔ اور انہوں نے حضرت شہید مرحومؓ سے احمدیت سے قبل بیعت کی تھی۔ اور حضرت مرحوم نے ان کا نام عبد اللہ کی بجائے عبد الرؤف رکھ دیا تھا۔ اور حضرت مرحوم کی قبولِ احمدیت سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے۔ عبد الرؤف صاحب کا ایک ہی لڑکا مسمیٰ عبد الرحمٰن تھا جو گرانڈیل نوجوان تھا۔ عبد الرحمٰن صاحب احمدی ہو گئے تھے اور قادیان آ کر کچھ عرصہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ وغیرہ احباب کے ہاں کام کرتے رہے۔ وہ واپس گئے تو ترکستان میں قتل کر دیئے گئے۔ نذر محمدؐ صاحب علاقہ کابل سے مع اہلیہ قادیان ہجرت کر آئے تھے۔ پھر اہلیہ وطن گئیں تو وفات پا گئیں۔ ان کا ایک ہی لڑکا نور محمدؐ تھا جو عین عالمِ جوانی میں قادیان میں فوت ہو گیا اور مرحوم نے بہت صبر کا نمونہ دکھایا۔ نذر محمدؐ خان صاحب کی ایک بچی بی بی طاہرہ ماسٹر نور محمدؐ صاحب متعلم مانسہرہ کے عقد میں ہیں۔

حضرت شہید مرحوم رضؓ سے نذر محمدؐ خان صاحب بھی اس درجہ متاثر تھے کہ ان کے ذکر پر بے اختیار آبدیدہ ہو جاتے تھے۔

مرحوم نیک خصائل کے مالک تھے۔ ان کی ایک بہت بڑی قربانی اپنے وطن و اقارب کو خیرباد کہہ کر ہمیشہ کے لئے قادیان میں آ دھونی رمانا تھا۔ اسی وجہ سے تقسیم ملک کے وقت اللہ تعالیٰ نے قادیان میں ٹھہرے رہنا ان کے لئے آسان کر دیا۔ مرحوم یہاں بہت غربت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ جب انہوں نے ۱۹۳۷ء میں وصیت کی تو صرف ایک سو روپیہ ان کے پاس جمع تھا۔ اور آٹھ روپے ماہوار آمد تھی۔ ہمارے موجودہ احمدیہ محلہ کے قریب ان کی قریباً نصف کنال زمین تھی وہ بھی درویشی کے عرصہ میں انہوں نے صدر انجمن کو دے دی تھی۔ نہایت صابر و شاکر تھے۔ کبھی کسی سے قرض نہ لیتے تھے۔ دستِ سوال دراز کرنے کو معیوب سمجھتے تھے۔ معمولی وظیفہ جو ملتا تھا اس کے ملنے پر ہر قسم کا نفلی چندہ ادا کر دیتے تھے۔ بلکہ کئی دفعہ بہت ہی قلیل رقم متفرق اخراجات کے لئے بچتی تھی۔ لیکن وہ ذرہ بھر بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔ ان کی وفات بھی دراصل اسی جذبہ کے باعث ہوئی۔ زائد آمد کے ذرائع مفقود تھے۔ ایک کھجور کے درخت پر ایندھن اتارنے کے لئے چڑھے۔ اتر نے لگے تھے کہ گر گئے۔ نیچے اینٹوں پر بیٹھے جس سے ان کی ریڑھ کی ہڈی اور پسلی ٹوٹ گئی اور لڑھک کر ڈھاب میں جا پڑے۔ طبیعت میں جذبۂ تشکر بہت تھا۔ کوئی ان کا تھوڑا سا بھی کام کر دیتا تو عرصہ تک شکریہ ادا کرتے رہتے۔ چند ماہ قبل خاکسار نے ان کا ایک کام انہی کی رقم سے کروا دیا۔ کئی ماہ تک اس کا شکریہ ادا کرتے رہے۔ باوجودیکہ مرحوم چالیس سال سے یہاں تھے لیکن وہ بہت ہی کم اردو جانتے تھے۔ چنانچہ گفتگو کے وقت ایک آدھ فقرہ کہہ کر بے اختیار پشتو میں گفتگو کرنے لگتے۔ باوجود اس کے ایمانی امور میں بہت پکے تھے۔ اور ان باتوں کو خوب سمجھتے تھے۔ چنانچہ اوائل ۱۹۴۸ء کا واقعہ ہے کہ وہ اور ایک دو اور درویش بہشتی مقبرہ سے ملحقہ اراضی موضع ننگل کی طرف گئے۔ ان دنوں مسلم و غیر مسلم کشیدگی ابھی بہت زیادہ تھی۔ ایک غیر مسلم نے ان سب سے سختی سے باز پرس کی کہ ہماری زمین میں کیوں قدم رکھا ہے اور فوراً بیٹھ جانے کو کہا۔ بعد میں کبھی ہنستے ہنستے براہِ مذاق مرحوم کو کہا گیا کہ آپ نے پٹھان ہوتے ہوئے یہ کیا کیا کہ فوراً بیٹھ گئے اور اسے کوئی جواب نہ دیا۔ تو مرحوم نے کہا کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ موجودہ حالات میں غیر مسلموں سے ہرگز کشمکش نہ پیدا کی جائے۔ اسلئے میں نے اس حکم پر عمل کیا ہے۔ مرحوم اتنی عمر کے باوجود جفاکش اور محنتی تھے۔ جس کام پر لگا دیا جائے جنوں کی طرح کام کرتے تھے اور صبح سے شام تک انتھک کام کرتے تھے۔ تقسیم ملک سے قبل آپ نیشنل کور میں بھرتی ہوئے تھے اور باقاعدگی اور مستعدی سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے پہرہ کی ڈیوٹی سالہا سال تک ادا کرتے رہے ہیں۔

مرحوم کو احباب نے ڈھاب میں سے فوراً نکالا اور احمدیہ شفاخانہ پہنچا دیا۔ لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے۔ اور بیہوشی کے عالم میں ہی قریباً ۲۰ گھنٹے بعد اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ احباب مرحوم کی مغفرت اور رفعِ درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی متعنا اللہ بطول حیاتہ کی صحت کیلئے

دردمندانہ دعائیں اور صدقات

کلکتہ

مورخہ ۳۰ رمئی کو اخبار الفضل کے ذریعہ حضور کی طبیعت کے زیادہ خراب ہونے کی اطلاع ملی۔ چنانچہ احباب جماعت کو مطلع کیا گیا اور مورخہ ۳۱ رمئی بروز اتوار بوقت مغرب اجتماعی دعا کا پروگرام بنایا گیا۔ بہت سے دوست اس دعا میں شریک ہوئے۔ نماز مغرب میں حضور کی صحت کے لئے دعا کی گئی اور بعد نماز مغرب خاکسار نے مختصر طور پر دعا اور صدقہ کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور اجتماعی دعا کے ساتھ انفرادی رنگ میں بھی دعا کرنے کی تحریک کی۔ اس مختصر تقریر کے بعد جملہ احباب نے مل کر حضور کی صحت کے لئے دعا کی۔ دعا کے بعد محترم سیٹھ محمد عمر صاحب و سیٹھ محمد بشیر صاحب نے فرمایا کہ آئندہ تا اطلاع ثانی ہماری طرف سے روزانہ ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کر دیا جایا کرے۔ چنانچہ روزانہ ایک بکرا ذبح کرنے کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مسجد احمدیہ میں نماز مغرب بھی اجتماعی دعا کا سلسلہ بھی جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت کاملہ عطا فرمادے اور تا دیر حضور کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے آمین۔

خاکسار بشیر احمد امیر جماعت احمدیہ کلکتہ

کیرنگ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیماری کی خبر سن کر تمام جماعت نے اجتماعی دعا کی۔ صدقہ دینے کے لئے تحریک کرنے پر احباب نے مبلغ -/۶۷ روپے جمع کئے۔ جس میں سے مبلغ -/۶۰ روپے میں دو بکرے بطور صدقہ ذبح کئے گئے۔ باقی -/۷ روپے غریبوں میں تقسیم کئے گئے۔ اجتماعی و انفرادی دعاؤں کا سلسلہ برابر جاری ہے۔

خاکسار محمد محسن خاں

جمشید پور

مقامی خدام الاحمدیہ کے ایک خاص جلسہ میں محترم پراونشل امیر صاحب نے حضرت اقدس کے وجود باجود کی عظمت بیان کی اور خدام کو دینی خدمات میں بڑھ چڑھ کر قربانی صدقہ کی تحریک کی۔ مقامی انصار نے بھی تعاون کا یقین دلایا۔ خدام کو اپنی سستیاں دور کر کے حقیقی معنوں میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔

قائد مجلس خدام الاحمدیہ جمشید پور

مونگھیر

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام جماعت احمدیہ مونگھیر کے جملہ احباب کو سنا دیا گیا اور عشاء کی نماز کے بعد اجتماعی دعا بھی کی گئی اور صدقہ بھی دیا گیا۔ اس موقع پر تمام احباب جماعت نے یہ عہد کیا کہ ہم لوگ ہمیشہ ہمیش خلافت کے ساتھ وابستہ رہیں گے۔

سیکرٹری جماعت احمدیہ مونگھیر

چمبہ

گو تازہ رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور پُر نور کی صحت کچھ بہتر ہے مگر جب تک کامل شفا نہ ہو تشویش رہے گی۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کا فضل جلد از جلد نازل ہو اور حضور پُر نور صحت کامل حاصل کریں۔ مقامی جماعت کے احباب التزام کے ساتھ اپنے پیارے امام کی کامل شفایابی کے لئے درد دل سے دعائیں کر رہے ہیں۔

غلام رسول صدر جماعت احمدیہ چمبہ

صالح نگر

حضور کی بیماری کی خبر سے جس قدر ہم کو درد اور بے چینی ہے اس کو ہمارا خدا ہی جانتا ہے۔ ایک تو حضور اقدس سے ہم لوگ بہت دور بیٹھے ہیں۔ اور اسی طرح ایک عرصہ سے حضور کی زیارت سے محروم ہیں۔ اور دوسرے حضور کی حالیہ بیماری سے سخت بے چینی ہے حضور کے موڑ والے حادثہ کے وقت سے ہی اجتماعی اور انفرادی دعاؤں کا سلسلہ جاری ہے۔ احباب جماعت نے کچھ صدقہ بھی جمع کیا جس میں سے ایک حصہ مقامی غرباء میں تقسیم کیا گیا اور کچھ قادیان میں بھیجا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کو جلد صحت یاب فرمائے۔ آمین

منور خاں پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ صالح نگر

بجولپورہ سہارنپور

حضور کی صحت کے متعلق مرکز سے باقاعدہ اطلاع مل رہی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ حضور کی کامل شفایابی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری ہیں۔

بنارس

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا تمام احباب جماعت کو پڑھ کر سنایا گیا۔ سب نے مل کر دعا کی۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور کی جملہ نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

پروفیسر عبد السلام

اودھے پور کٹیلا (شاہجہانپور)

حضور ایدہ اللہ کی صحت کے لئے مقامی جز جماعت دردِ دل سے دعائیں کر رہی ہے اور صدقہ بھی دیا گیا۔ خدا تعالیٰ قبول فرمائے اور حضور کو جلد صحت یاب فرمائے۔ آمین

خاکسار محمد صادق عارف

موسے بنی مائنز

مقامی طور پر ہر روز نمازوں میں حضور کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں کی جا رہی ہیں ہر اتوار کے روز اجتماعی دعا کا پروگرام ہے۔ جماعت کی طرف سے ایک بکرا اور شیخ عبد الحمید صاحب کی طرف سے ایک بکرا صدقہ دیا گیا۔

خاکسار شیخ محمد ابراہیم صدر جماعت احمدیہ موسی بنی مائنز

از روئے تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت امام جماعت احمدیہ ہی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی مصلح موعود سے متعلق پیشگوئی کے مصداق ہیں

لاہوری اہل الرائے حضرات کی بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی)

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب تریاق القلوب کی طرف منسوب کرتے ہوئے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لاہوری نے اپنی کتاب "مجدد اعظم" کے صفحہ ۱۵۲-۱۵۳ پر لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصلح موعود پسر خاص سے متعلق ۲۰ر فروری سنہ ۸۶ء والی اصل پیشگوئی کو صرف مبارک پسر چہارم پر چسپاں فرمایا تھا۔ اور دو شنبہ ہے مبارک کے الفاظ کے مطابق اس کا نام مبارک رکھا اور پیر کے دن اس کا عقیقہ کیا تھا۔ آپ نے کبھی بھی اس پیشگوئی کو اپنے بڑے لڑکے محمود پر چسپاں نہیں کیا تھا۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ چونکہ ڈاکٹر صاحب موصوف جادۂ حق سے ہٹ چکے ہیں۔ اس لئے انہیں یہ بات نظر نہیں آئی۔ اور اگر نظر آئی ہے تو انہوں نے اس کے متعلق صریح حق پوشی سے کام لیا ہے۔ میں قبل ازیں ایک مضمون میں بتا چکا ہوں کہ اشتہار ۲۰ر فروری سنہ ۸۶ء میں بشیر اول کے علاوہ چار بیٹوں کی پیشگوئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس چار کے لفظ کے ماتحت اپنے چاروں بیٹوں میں سے ہر ایک کو اس پیشگوئی میں سے اس سے متعلقہ حصہ کا مصداق قرار دیا تھا۔ اسی طرح مبارک پسر چہارم کو اس کے علاوہ اس میں بیان شدہ ضمنی پیشگوئی دو شنبہ ہے مبارک کے الفاظ کا بھی مصداق ٹھہرایا تھا مگر مصلح موعود پسر خاص سے متعلق حصہ کا سوا ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے کہ

"اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔"

اور جس کے متعلق یہ ذکر ہے کہ

"وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔"

مصداق نہ قرار دیا تھا۔

اب رہا یہ سوال کہ آیا آپ نے ۲۰ر فروری سنہ ۸۶ء والی مذکورہ پیشگوئی کو اپنے بڑے صاحبزادہ امیر المومنین مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر چسپاں کیا تھا یا نہیں تو اس کا ثبوت آپ کی تحریرات سے پیش کیا جاتا ہے۔

سو جیسا کہ حضور اقدس نے تحریر فرمایا، اشتہار ۲۰ر فروری سنہ ۸۶ء میں بشیر اول کے علاوہ مصلح موعود اور باقی تین بیٹوں کی پیشگوئی تھی۔ پھر آپ نے اپنے اپنے وقت پر ان چاروں بیٹوں میں سے ہر ایک کے متعلق جدا جدا کتب میں مزید روشنی ڈالی تھی چنانچہ مرزا بشیر احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش کے متعلق آئینہ کمالات اسلام میں اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ اللہ کے متعلق انوار الاسلام

میں اور مرزا مبارک احمد مرحوم پسر چہارم کے متعلق انجام آتھم میں دوبارہ خبر دی تھی اسی طرح مصلح موعود کی پیدائش سے متعلق سابقہ و مزید تفصیلات سبز اشتہار میں شائع فرمائی تھیں (ملخصاً) (تریاق القلوب صفحہ ۴۲)۔ چونکہ غلطی سے بشیر اول کو مصلح موعود سمجھ لیا گیا تھا اور وہ فوت ہو گیا تھا۔ جس پر مخالفوں نے بڑی خوشیاں منائی تھیں اس لئے آپ نے سبز اشتہار یعنی حقانی تقریر بر واقعہ وفات بشیر یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو مصلح موعود پسر خاص کی پیدائش کے بارہ میں سابقہ پیشگوئیوں کو جو اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء، اشتہار ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء اور اشتہار تتمہ دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں مذکور تھیں جمع کرتے ہوئے اور انہیں دہراتے ہوئے اس کی پیدائش کے متعلق ہر قسم کے شکوک و شبہات کا ازالہ فرما دیا اور ان کے لئے کسی قسم کی کوئی گنجائش باقی نہ رہنے دی تھی

آپ نے اس سبز اشتہار میں مصلح موعود کا نمبر، نام، غرض اور پیدائش کی میعاد اور بشیر اول کے بعد اس کی پیدائش بلا توقف اور اس کی موت دیکھنے والوں کی زندگی میں اس کے جلد پیدا ہونے کا ذکر واضح الفاظ میں بیان فرما دیا تھا چونکہ ان سابقہ اشتہارات میں کسی میں کوئی بات اور کسی میں کوئی بات اس کے متعلق درج تھی اور وہ باتیں متفرق جگہوں میں پھیلی ہوئی تھیں اس لئے آپ نے سبز اشتہار میں ان سب کو درج کر دیا۔ اور ان کے متعلق پوری وضاحت بیان فرما دی۔ جب حضرت مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پیدائش اس کے مطابق ہو گئی تو آپ نے ان کو آپ پر چسپاں کر کے بار بار اعلان کر دیا کہ پسر موعود کی پیدائش سے متعلق سب پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔

چونکہ سبز اشتہار کے سوا دیگر اشتہارات کا حوالہ دینے سے ساری باتوں کی طرف اشارہ نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے آپ اس کی پیدائش کے اظہار کے لئے زیادہ تر سبز اشتہار ہی کا حوالہ دیتے۔ بلکہ سبز اشتہار کا حوالہ دینے سے خود سبز اشتہار میں مندرج سابقہ والی پیشگوئی اور اشتہارات والی سب پیشگوئیوں کی طرف

اشارہ ہو جاتا تھا گو بعض اوقات دوسرے اشتہارات میں سے بھی بعض کا حوالہ دے دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ان کے مطابق وہ لڑکا پیدا ہو چکا ہے۔

بہر حال آپ نے بار بار اس امر کا اعلان فرمایا کہ محمود کی پیدائش مصلح موعود والی ۹ سالہ الہامی میعاد کے اندر ہو چکی ہے اور سبز اشتہار کے مطابق وہ بشیر اول کے بعد بلا توقف جلد پیدا ہونے والا لڑکا اس کی وفات کے ستر دن کے اندر بلا توقف پیدا ہو چکا ہے۔ اور وہ زندہ ہے۔ اور عمر پانے والا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ اس کے متعلق اس امر کا اعلان فرمایا کہ اب وہ اپنی عمر کے نویں سال میں ہے اور پھر دوسرے موقعہ پر یہ اعلان کیا کہ اب وہ اپنی عمر کے ستر ھویں سال میں ہے۔

چونکہ کسی اور لڑکے کے متعلق پیشگوئیاں میں میعاد کے اندر اور بلا توقف پیدا ہونے کی خبر نہ تھی اس لئے ان میں سے کسی اور کے متعلق آپ نے اس قسم کا کوئی اعلان نہ فرمایا ہاں مصلح موعود کے متعلق یہ پیشگوئیاں تھیں اس لئے محمود کی پیدائش پر اس کے متعلق آپ نے میعاد کے اندر بلا توقف پیدائش ہو چکنے کے بارہ میں اعلان کرنے ضروری سمجھے۔ اسی طرح آپ نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق یہ بھی اعلان فرمایا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہے۔ پھر اس کے بعد الہامی بشارت نے بھی ان امور کی تصدیق کر دی اور بتایا کہ وہ پسر خاص پیدا ہو چکا ہوا ہے۔ اور اس وقت زندہ اور موجود ہے۔ اب اس کا ظہور باقی ہے جو آئندہ زمانہ میں ضرور ظاہر ہو کر رہے گا۔

اب ہم اس جگہ ان تحریرات کو دیتے ہیں جو اور ... مصلح موعود کی پیدائش کے متعلق آپ کی طرف سے شائع کئے جانے والے تین اشتہارات میں آئی ہیں۔ اور ان کے ساتھ ان تحریرات کو شامل کرتے ہیں جو اس کے بارہ میں آپ نے سبز اشتہار میں تحریر فرمائیں جن میں آپ نے یہ بتایا تھا کہ یہ سب سابقہ پیشگوئیاں ایک ہی لڑکے پسر خاص کے متعلق ہیں۔ اور یہ کہ ان اشتہارات میں آئندہ پیدا ہونے والے جس لڑکے کی پیشگوئی ہے وہ مصلح موعود کے متعلق ہی ہے۔

اول۔ پہلے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں بشیر اول کے ذکر کے بعد مصلح موعود کے متعلق یہ پیشگوئی تھی کہ

(۱) "اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔"

اس فقرہ میں اس کا نام فضل بتایا گیا تھا۔

(۲) اسی طرح اس میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ بشیر اول کے بعد اس کا نمبر دوسرا ہوگا۔

(۳) تیسرے اس میں یہ خبر بھی دی گئی تھی کہ وہ اس کے بعد بلا توقف پیدا ہوگا

مگر اس فقرہ میں بیان شدہ ان امور کی طرف آپ کا ذہن بشیر اول کی وفات کے بعد ہوا تھا۔

(۴) اسی اشتہار میں مصلح موعود کے متعلق ایک خبر یہ بھی تھی کہ وہ مسیح صفت ہوگا

(۵) اسی طرح اس میں ایک بات یہ بھی بتائی گئی تھی کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا جس کے ضمن میں یہ خبر دی گئی تھی کہ وہ عمر پانے والا ہوگا

(۶) پھر اسی اشتہار میں اس کے متعلق یہ بھی تھا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا

اس فقرہ کے معنوں کی وسعت اور لچک کی وجہ سے گو اس وقت آپ کا ذہن اس کے کسی معنی کی طرف نہ گیا ...

. . . .

. . . . اس میں جہاں ... سی باتیں بھری پڑی تھیں وہاں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ وہ پسر چہارم کی طرح اپنے سے پہلے تین لڑکوں (یا بچوں) کو چار کرے گا۔ اور یہ بھی کہ وہ دوسری بیوی سے پیدا ہونے والوں میں سے بشیر اول کے بعد پہلا لڑکا ہوگا۔ اور اپنے بعد والے تین لڑکوں کو چار کر دے گا۔ وہ ان سے پہلے پیدا ہوگا اور باقی تین لڑکے اس کے بعد ہوں گے

یاد رہے کہ بعض لوگوں نے غلطی سے اس فقرہ کو محدود کرنے ہوئے اس کے صرف اسی قدر معنے لئے ہیں کہ وہ چوتھا ہوگا۔ حالانکہ چوتھے کے لئے تو اس کے مطابق اس فقرہ کی بجائے چوتھے کا لفظ پیشگوئی میں ہونا چاہیئے تھا۔ خدا تعالیٰ کو جو تھے کا لفظ بھول نہ گیا تھا۔ دراصل اس نے معنوں کو وسیع کرنے کے لئے اس لفظ کو چھوڑ کر یہ عجیب و غریب پُر لطافت فقرہ چنا تھا۔ اس لئے اس وسعت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ پس اس فقرہ میں چوتھے کے علاوہ کئی معانی مدنظر ہیں جن میں سے ہم نے اس جگہ بعض کا ذکر کر دیا ہے۔ معنوں کی وسعت کے متعلق ایک مضمون پہلے گذر چکا ہے۔ (باقی)

دعائے مغفرت۔ خاکسار کی اہلیہ صاحبہ ... بیمار رہنے کے بعد مورخہ ۴ر ... ۵۹ء کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ تھیں احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انکو جنت میں اپنے فضل سے اعلیٰ مقام

منقولات

کیرالہ گورنمنٹ کی نصابی کتابیں

کیرالہ میں کیمونسٹ گورنمنٹ نے جو نصابی کتابیں تیار کرائی ہیں اور جنہیں اسکولوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ ان کے بارے میں تحقیقاتی کمیٹی کا فیصلہ ہے کہ وہ طلباء میں جانبدارانہ ذہن پیدا کرتی ہیں اور ان میں ایسا مواد موجود ہے جس سے عوام کے مذہبی سماجی اور سیاسی جذبات کو ٹھیس لگی ہے۔ اور طلباء کمیونزم کی طرف مائل ہوتے ہیں یا کمیٹی کو اس بات پر بھی حیرت ہے کہ ایک کتاب جو صرف ہندوستان سے متعلق ہے اس میں گاندھی جی کا کوئی تذکرہ نہیں، دوسری کتابوں میں بھی ہندوستان کی آزادی کو توڑ مروڑ کر بیان کیا گیا ہے۔ چین کی بے انتہا تعریف کی گئی ہے اور روس کو بھی خوب سراہا گیا ہے۔

واقعی اگر کیرالہ گورنمنٹ نے نصاب کی ایسی ہی کتابیں تیار کرائی ہیں جن میں واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے، اور عوام کے مذہبی اور سیاسی جذبات کو ٹھیس پہنچائی گئی ہے تو انہیں آگ لگا دینی چاہیئے اور حکومت نے بہت اچھا کیا کہ ان کتابوں کی چھان بین کے لئے ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی اور اسے یہ کام کرنے اور صحیح نتائج تک پہونچنے کا موقعہ دیا۔

مگر ایک ہماری بھی شکایت ہے مسلمان بارہ برس سے چلا رہے ہیں کہ عام سکولوں میں تاریخ کی جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ ان میں ہندو دھرم کو بہت نمایاں کر کے دکھایا گیا ہے اور مسلمانوں کی تاریخ اور مذہب اور ان کے بزرگوں کو ایسے انداز میں پیش کیا گیا ہے جس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگتی ہے۔ ان کتابوں میں اسلامی شعائر اور مسلم اکابر کی سخت توہین کی گئی ہے۔ اخبارات نے بارہا یہ شکایت کی۔ حکومت نے محکمہ تعلیم کو بارہا توجہ دلائی۔ مگر کیا مجال کہ حکومت ان الزامات کی تحقیقات کے لئے کوئی چھوٹی موٹی کمیٹی مقرر کرتی اور نصابی کتابوں کو تعصب اور جانبداری کی گندگی سے صاف کیا جاتا۔

حال ہی میں بعض اخبارات نے راجستھان گورنمنٹ کے محکمہ تعلیم کی منظور شدہ دو کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ایک کا نام "دشو کا اتہاس" اور دوسری کا نام ہے "دشو کا سرل اتہاس"۔ ان ناپاک کتابوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جو ہرزہ سرائیاں کی گئی ہیں وہ مسلمانوں کے لئے ہرگز قابل برداشت نہیں ہیں، نہ بجا انگریزی کا دور کہ لکھنے والوں اور منظور کرنے والوں کو دو قدم بھی نہ چلنے دیا جاتا۔ مگر آزادی کے دور میں اور سیکولر گورنمنٹ کے زیر سایہ دل کھول کر اور جان بوجھ کر مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کیا جاتا ہے۔ اور احتجاج کرنے کے باوجود ان پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ لیکن کیرالہ گورنمنٹ کی نصابی کتابوں کی چھان بین کے لئے فوراً ایک تحقیقاتی کمیٹی قائم کر دی جاتی ہے اور اس کا فیصلہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں عوام کے مذہبی اور سیاسی جذبات کو مجروح کیا گیا ہے اور اس میں چین اور روس کے حالات توصیفانہ الفاظ میں درج کئے گئے ہیں۔ مگر ہندوستان کی تاریخ کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے! اور ہم بھی تو یہی کہتے آتے ہیں کہ نصابی کتابوں میں ہندو دھرم کو تو خوب اچھالا گیا ہے مگر اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں اور مسلمانوں کی مذہبی دل آزاری کی گئی ہے اگر ہم یہ مطالبہ کریں کہ حکومت ان کتابوں کے لئے بھی تحقیقاتی کمیٹی مقرر کرے تو وہ یہ مطالبہ کبھی منظور نہیں کرے گی۔ کیرالہ گورنمنٹ کی نصابی کتابوں پر پیٹ پکڑ لینا اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی پرواہ نہ کرنا ایک ایسی حرکت ہے جسے انصاف کی عدالت کبھی معاف نہیں کر سکتی۔

(الجمعیۃ دہلی ۳ مئی ۵۹ء)

پیر اسلام کے نام لیوا

مسٹر پی شیام سندر صدر مسلم مجلس نے گلبرگہ میں ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں کچھ ایسے خیالات ظاہر کیے جن پر اگر غور کیا جائے تو ہندوستان ہی کے نہیں بلکہ مسلمانوں کے بھی بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ آپ نے کہا اسلام ایک ترقی پسند اور عالمگیر مذہب ہے دنیا اس بات پر متفق ہے کہ اسلام نے دنیا میں سب سے پہلے بدی کے خلاف سینہ سپر ہونے کی تلقین کی اور اسے کامیابی حاصل ہوئی بدی کی طاقتوں پر اسلام ہی نے فتح حاصل کی اور دنیا میں سچائی اور انصاف کا پرچم لہرایا۔ خیر ایسی باتیں تو اسلام کے بارے میں اکثر لوگ کہا کرتے ہیں۔ لیکن ان میں جو بات کام کی ہے وہ یہ ہے کہ "آج اسلام کے بعض نام لیوا بدی کی طاقتوں کے آگے سر تسلیم خم کر کے اسلام کا نام بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں مسلمان کسی حالت میں بھی بدی سے سمجھوتہ نہ کریں۔

آج حالات کے ساتھ مسلمانوں کے دلوں میں احساس کمتری نے جگہ پکڑ لی ہے۔ اور وہ حالات کے آگے جھک گئے ہیں۔ جو لوگ دوراندیش اور قومیت متحدہ کی طاقت سے واقف ہیں وہ کبھی برداشت نہیں کریں گے کہ کسی ملک کا ایک حصہ خواہ وہ قلت میں کیوں نہ ہو اپنی توانائی کھو دے اور اس میں امنگوں اور حوصلوں کی بجائے احساس کمتری پیدا ہو جائے اگر ہندوستان کے چالیس کروڑ باشندے تن واحد کا حکم رکھتے ہیں تو کون یہ چاہے گا کہ اس کی ایک انگلی میں درد ہو۔ وجہ یہ کہ ایک انگلی کا درد تمام جسم کو تکلیف پہنچاتا ہے اسی طرح اگر ہندوستان کے مسلمان احساس کمتری کا شکار ہو گئے تو یہ پورے ملک کا سماجی اور اخلاقی نقصان ہوگا۔ مسلمان سوچیں کہ آج انکی حالت کیا ہو گئی ہے جن پر ان لوگوں کو بھی ترس آنے لگا ہے جو اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہتے (الجمعیۃ دہلی ۷ مئی ۵۹ء)

ذکار و آراء

کتاب "سکھ مسلم اتحاد" کے متعلق اخبار "روشنی" سرینگر کا تبصرہ

جماعت احمدیہ ایک صلح کل جماعت ہے۔ اس پاک جماعت نے ہمیشہ اپنے طریق پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کی جس سے تمام کمیونٹی تو اسی باوجود مذہبی خیالات میں ایک دوسرے سے مختلف زاویہ نگاہ رکھنے کے ان میں پریم اور محبت کے تعلقات بڑھیں تا باہمی بغض و نفرت کے اسباب ختم ہوں۔ چنانچہ جماعت کی طرف سے بکثرت کثیر المقدار لٹریچر طبع کروایا گیا جو بفضلہ تعالیٰ ملک بھر میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک نئی کتاب "چولویں بھیل" کے نام سے گورمکھی زبان میں شائع کی گئی۔ بعد ازاں اس کا اردو ترجمہ بھی "سکھ مسلم اتحاد" کے نام شائع کیا گیا یہ کتاب کس حد تک مقبول ہوئی اس کا اندازہ ملک کے بڑے بڑے لیڈروں کی آراء اور اخبارات کے تبصروں سے لگایا جا سکتا ہے جو وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں اس کے متعلق سرینگر کشمیر کے ہفتہ وار اخبار "روشنی" بابت ۱۴ رمئی ۱۹۵۹ء میں تنقید و نظر کے عنوان سے جو رائے ظاہر کی گئی وہ درج ذیل کی جاتی ہے۔

احباب سے درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ تعاون فرمائیں اور اپنے سکھ دوستوں کو یہ مفید کتاب دفتر نظارت دعوت و تبلیغ سے منگوا کر پڑھوائیں۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ

ضخامت ۷۲ صفحات قیمت فی کاپی ایک روپیہ

ملنے کا پتہ:۔ ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان (مشرقی پنجاب)

کتاب زیر تبصرہ ایک اور گورمکھی کتاب "چولویں بھیل" کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ ایک ڈاکومنٹری کتاب ہے۔ جس میں دلائل و قرائن اور مشہور کتب کے حوالجات سے ثابت کیا گیا ہے کہ سکھوں کو مسلمانوں یا مسلمان حکمرانوں سے متعلق جو غلط فہمیاں لاحق ہیں اور ان کے مظالم کی جو داستانیں وہ بیان کرتے ہیں۔ وہ سراسر بے بنیاد اور فرضی ہیں اور یہ سب دوئی اور منافرت انگریزوں نے اپنے دور حکومت میں عمداً و قصداً پھیلائی تھی۔ جیسا کہ سکھ مورخین کا اعتراف ہے کہ

انگریز مصنفوں کی یہ سیاسی چال رہی ہے کہ ہندوستانی بادشاہوں، راجوں یا نوابوں کو بری شکلوں میں پیش کیا جائے۔ تاکہ لوگ ان سے نفرت کریں اور انگریزی حکومت کو ترجیح دیں۔" (اتہاس پنجاب صفحہ ۳۱۶)

"ولیمٹ انڈیا کمپنی اور سب سے بڑی ایسی ہستیوں کے ماتحت سکھ سرداران نے سیاسی زمانہ کی ضرورت کے مطابق سکھ اتہاس تیار کروایا جو سکھوں میں رائج ہو گیا۔ جاہل سکھوں نے اس اتہاس کو مستند مان لیا" (سکھ اتہاس دالشٹ ٹیدی صفحہ ۴۴) کتاب میں گورو صاحبان کی تعلیمات اور سکھ محققین و مورخین کی مسلمان بادشاہوں سے متعلق اصل حقائق درج ہیں جن کا مطالعہ نہ صرف تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے اشخاص کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔ بلکہ ہر اس شخص کا جو اصل واقعات و حالات سے روشناس ہونا چاہتا ہو یہ کتاب کثیر تعداد میں مفت تقسیم کرنے کی ضرورت ہے اور کوئی بھی علمی ادارہ اس سے خالی نہیں رہنا چاہیئے۔

(اخبار روشنی سرینگر مورخہ ۱۴ رمئی ۵۹ء صفحہ ۵)

لائف آف محمد صلعم (انگریزی)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف فرمودہ کتاب نظارت ہذا نے حال ہی میں طبع کرائی ہے اسکے متعلق بھی ہفت روزہ "روشنی" مورخہ ۱۴ رمئی کی اشاعت میں حسب ذیل الفاظ میں تبصرہ شائع ہوا ہے:۔

دی لائف آف محمد (انگریزی)

مصنفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ضخامت ۳۰۴ صفحات کاغذ سفید طباعت گوارا قیمت فی کاپی تین روپیہ۔

ملنے کا پتہ۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان (مشرقی پنجاب)

حضور رسالت مآب سرور کائنات کی سیرت پاک پر انگریزی زبان میں یہ کتاب بہترین و مستند معلومات کا مجموعہ ہے۔ فاضل مصنف نے ابن ہشام کی کتاب سیرت رسول کے علاوہ بخاری، مسلم، زرقانی، مسند اور طبری کے حوالجات جگہ جگہ دیئے ہیں۔ جس سے کتاب کی افادیت بڑھ گئی ہے۔ اہم واقعات و تفسیر، انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ ۲۰۲ صفحات تک سیرت پاک کے حالات کتاب میں درج ہیں اور پھر حضور کی شخصیت کردار تعلیمات پر مختصراً روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ احمدیہ جماعت قادیان نے بھی اختلافی و متنازعہ مسائل سے ہٹ کر ایک ایسی کتاب تصنیف کی ہے جس سے ہر کوئی استفادہ کر سکتا ہے۔ ہم مسلمان و غیر مسلم تعلیم یافتہ دوستوں سے گذارش کریں گے کہ وہ اس مفید

مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر کی مقامی مساعی

۱۔ مجلس کے دفتر کے قیام کیلئے ضروری اشیاء مجلس کے خدام سے بطور عطیہ حاصل کی گئی۔ ایک میز اور ایک کرسی و دیگر ربڑ سٹامپ اور سٹیشنری کا سامان مہیا کیا گیا۔

۲۔ وقار عمل کے لئے آہنی ٹوکرے۔ پھاوڑے اور کدال اور جھاڑو وغیرہ کا انتظام کیا گیا ہے جس کو محفوظ رکھنے کے لئے مسجد سے متصل ایک سٹور روم بنایا گیا ہے۔

۳۔ مجلس کے خدام میں علمی اور دینی معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے مسجد کے صحن کے ساتھ عمارت میں دار المطالعہ کا قیام عمل میں آیا جس میں ایک درجن کرسیاں اور تین میز مہیا کئے گئے ہیں۔ اور کتب کی حفاظت کے لئے ایک الماری کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

۴۔ مکرم جناب نعمت اللہ صاحب سیکرٹری دعوت و تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ نے اپنی ۸۴ قیمتی ادبی اور دینی کتب مجلس کو دی ہیں۔ یہ بھی مجلس کے کاموں میں دلچسپی لیتے ہیں۔

۵۔ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل نے بھی مجلس کو کچھ مختصر رسالے و لٹریچر عنایت فرمائے۔

۶۔ مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب نے مجلس کے دار المطالعہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا سٹ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ نیز مجلس کے دیگر امور میں بھی اکثر نمایاں حصہ لیتے ہیں۔ اور اپنا قیمتی مشورہ بھی دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سیٹھ صاحب کو جزائے خیر دے۔

۷۔ مجلس کا دار المطالعہ ہر نماز کے بعد کھلتا ہے۔ باقاعدہ رجسٹر رکھا گیا ہے جس پر ہر نماز کے فانہ میں حاضری کے وقت دستخط لئے جاتے ہیں۔ ماہ فروری میں روزانہ خدام کی اوسط حاضری ۱۵ رہی۔

۸۔ خدام الاحمدیہ کے دفتر اور دار المطالعہ کا افتتاح جلسہ سالانہ یادگیر کے موقعہ پر ۲۶ رجنوری ۱۹۵۹ء کو مولوی شریف احمد صاحب امینی نے افتتاحی رسم دعا کے ساتھ ادا فرمائی اور خدام کو خطاب فرمایا۔

۹۔ دار المطالعہ مجلس خدام الاحمدیہ میں الفضل۔ بدر۔ الفرقان۔ خالد اور مصباح و دیگر متفرق رسائل وغیرہ آتے رہتے ہیں۔

۱۰۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر کی مساعی میں برکت ڈالے اور زیادہ سے زیادہ ایثار و استقلال سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قائد مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر

صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

توجہ فرمائیں

دفتر ہذا کی طرف سے چندہ وقف جدید سال دوم کے وعدہ جات اور وصولی کے لئے متواتر توجہ دلائی جا رہی ہے لیکن پھر بھی بہت سی جماعتیں اور احباب ایسے ہیں کہ جن کی طرف سے وعدہ جات چندہ وقف جدید موصول نہیں ہوئے۔ اس لئے آپ کی فوری توجہ کی ضرورت ہے کہ آپ اپنی مقامی جماعت کا جائزہ اس رنگ میں لیں کہ جماعت کا کوئی فرد مرد ہو یا عورت بچہ ہو یا بوڑھا اس تحریک میں حصہ لینے سے رہ نہ جائے۔ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے خاص طور سے جماعتی ترقی و تربیت کے لئے یہ تحریک فرمائی ہے اور ہم خدام احمدیت کو خدمت دین کا ایک اور ذریعہ میسر آیا ہے اسلئے ہم سب کا فرض ہے کہ اس موقعہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس طرف فوری توجہ فرما کر وعدہ جات حاصل کر کے دفتر ہذا کو بھجوائیں گے اور ساتھ ہی وصولی کا انتظام بھی فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

چندہ مرمت مقامات مقدسہ

مرمت مقامات مقدسہ کی تحریک ۱۹۵۵ء سے جاری ہے۔ اور پیشتر ازیں احباب جماعت اس مد میں کافی رقوم بھجوا کر ثواب حاصل کرتے رہے ہیں۔ لیکن اب کچھ عرصہ سے اس مد کی آمد برائے نام رہ گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر احباب نے اس تحریک میں حصہ لینا چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ ہمارے مقدس ایریا کے مکانات کی مرمت کا کام بدستور جاری ہے۔ اور چونکہ مرمت مکانات کا زیادہ تر کام کے اخراجات مستردہ آمد ہیں۔ لہذا احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ اس مد میں بدستور حصہ لیتے رہیں تاکہ اخراجات میں عدم گنجائش کے باعث ضروری مرمتوں کے کام میں رکاوٹ پیدا نہ ہو موسم برسات شروع ہونے میں صرف ایک ماہ باقی ہے اور ہمارے ایریا کے متعدد مکانات کی ضروری مرمتوں کا کام باقی ہے۔ امید ہے کہ دوست فوری طور پر اس مد میں رقوم بھجوانے کی طرف توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

ادائیگی چندہ جلسہ سالانہ

مالی سال کے ابتداء میں ضروری ہے

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ احمدیت کے قیام کے اغراض کو پورا کرنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے اس مقدس اجتماع کو پورا کرنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے ایک خاص چندہ جاری ہے جس کا نام چندہ جلسہ سالانہ ہے اس چندہ کی شرح ہر احمدی دوست کی سالانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ ہے یا ایک ماہ کی آمد کا ۱/۱۰ حصہ بطور لازمی چندہ مقرر ہے۔ بعض دوست اس چندہ کی ادائیگی کو التواء میں ڈالتے رہتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ ہی جلسہ سالانہ سے قبل یہ چندہ موصول ہوتا ہے اور نہ ہی مالی سال کے آخر تک اس چندہ کی صد فی صدی ادائیگی ممکن ہو سکتی ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ جملہ احباب جماعت اور عہدیداران شروع مالی سال سے ہی اس چندہ کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ دیں تاکہ اس چندہ کی وصولی جلسہ سالانہ سے قبل ہو سکے۔ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"چندہ جلسہ سالانہ شروع سال میں ہی ادا کرنا چاہیئے تاکہ جلسہ سالانہ کے لئے اجناس و دیگر سامان بروقت خرید لیا جائے"۔

اگر احباب جماعت حضور کے مندرجہ بالا ارشاد کے مطابق شروع مالی سال میں چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی کی طرف توجہ فرما دیں تو اس سے بروقت اکٹھی اور سستی اجناس خریدی جا سکتی ہے اور اخراجات میں کفایت اور انتظام میں سہولت ہو سکتی ہے۔

امید ہے کہ تمام دوست اس کار خیر میں تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

خوشخبری برائے احمدی طلباء

پارٹیشن کے بعد بھی احمدیت کے مقدس مرکز قادیان میں دینی تعلیم کا انتظام اعلیٰ پیمانہ پر کیا گیا ہے یوں تو تقریباً پانچ سال سے مدرسہ احمدیہ کا قیام عمل میں آیا ہے جس میں اب تک کئی لڑکے تعلیم حاصل کر کے جا چکے ہیں۔ اور تقریباً ہر صوبہ کے لڑکے یہاں زیر تعلیم ہیں اور بعض غریب مستحق طلباء کو صدر انجمن احمدیہ قادیان وظائف بھی دے رہی ہے۔ گذشتہ سال سے مولوی فاضل (۵۔۱۴۱) کا کورس بھی مکرم مولوی احمد رشید صاحب کی زیر نگرانی پڑھایا جا رہا ہے۔ ایک مڈل پاس طالب علم چھ سال میں مقررہ نصاب کے ماتحت مولوی فاضل کر سکے گا۔ اگر آپ مولوی فاضل کرنا چاہتے ہیں یا دینی تعلیم سے بہرہ ور ہونا چاہتے ہیں تو یہ زریں موقعہ ہے اس سے ضرور فائدہ اٹھاتے ہوئے اور جامعہ احمدیہ میں شریک ہو کر سلسلہ احمدیہ اور اسلام کی صحیح رنگ میں خدمت بھی کر سکیں گے۔ قادیان میں مختلف زبان کا لڑکا رہ کر پڑھ سکتا ہے۔ مکرم مولوی احمد رشید صاحب اردو، عربی، ملیالم اور معمولی تامل زبان میں بھی سمجھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس لئے ہوشیار، محنتی اور دین کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے شوقین لڑکے آگے آئیں اور اس زریں موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ ایسے غریب اور مستحق طلباء کو جن کے صحیح مستحق ہونے کی تصدیق جماعت کے پریذیڈنٹ صاحبان کر دیں صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے ۲۵/ روپے تک ماہوار وظیفہ بھی مل سکے گا۔ مدرسہ احمدیہ میں داخلہ شروع ہو چکا ہے۔ اس لئے جلد از جلد مڈل پاس احمدی طلباء پریذیڈنٹ صاحبان کی توسط سے نظارت تعلیم کو اپنی درخواستیں بھجوائیں نیز ایسے طلباء جو عربی میں دسترس رکھتے ہیں مکرم مولوی احمد رشید صاحب کی زیر نگرانی جامعہ احمدیہ میں شریک ہو کر دو سال کے قلیل عرصہ میں مولوی فاضل کر سکتے ہیں۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ ہندوستان کی خدمت میں

ضروری گذارش

یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے زمانہ میں ہمیں پیدا کیا اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائی لیکن ہم اس نعمت کا کماحقہٗ شکریہ اس وقت تک ادا نہیں کر سکتے کہ ہمارا باقاعدہ تنظیمی لحاظ سے مرکز کے ساتھ مضبوط تعلق نہ ہو۔ اور اس سلسلہ میں ضروری ہے کہ ہم مرکز کی ضروریات کیلئے اپنے اپنے ہاں کی مجالس کے بجٹ تیار کر کے اسکے مطابق باقاعدہ وصولی کر کے مرکز میں نہ بھجوائیں اور اپنی ماہوار کارگذاری کی اطلاع مرکز کو نہ دیں۔ اس سلسلہ میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ جہاں گذشتہ مالی سال میں صرف پندرہ مجالس کی طرف سے چندہ وصول ہوا ہے وہاں اس نئے مالی سال میں ساری مجالس کے قائدین اپنی اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے باقاعدہ بجٹ بھجوا کر اسکے مطابق وصولی کریں گے اور اپنی کارگذاری کی رپورٹ سے دفتر ہذا کو ماہ بماہ اطلاع دیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ فقط خاکسار نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

خبریں

چنڈی گڑھ ۷ رجون۔ پنجاب انجینئرنگ کالج کے مکینیکل انجینئرنگ کے ماہرین نے آج چنڈی گڑھ سے ٹھوس ایندھن والے دو راکٹ اڑانے کا کامیاب تجربہ کر کے ملک کی سائنسی ریسرچ کی راہ میں ایک نیا سنگ میل قائم کیا۔ یہ دونوں راکٹ چنڈی گڑھ کے شمال میں واقع شوالک ملز کے دامن میں قائم کئے گئے ایک چھ فٹ اونچے چبوترہ سے چھوڑے گئے تھے ان دونوں میں ٹھوس ایندھن استعمال کیا گیا تھا پہلا راکٹ ۱۸ پونڈ وزنی تھا اور یہ تین ہزار فٹ کی بلندی تک گیا جبکہ دوسرا راکٹ جو اس سے تھوڑا سا زیادہ وزنی تھا تیس ہزار فٹ کی بلندی تک پہنچا۔ انجینئروں کا دعویٰ ہے کہ یہ دونوں تجربات کامیاب رہے۔ ان راکٹوں کا ڈیزائن پروفیسر این۔ ایس اتری اور ڈاکٹر ایس دی کپور نے تیار کیا تھا۔ اور ان کی تعمیر ڈاکٹر جگدیش لال ہیڈ آف دی مکینیکل انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کی رہنمائی میں کالج کی ورکشاپ میں کی گئی۔ انجینئرنگ کالج کے پرنسپل شری آر۔ ایس ڈوگرہ نے بتایا کہ ان سے مکانی بڑا ایک اور راکٹ جس میں ۳۰ پونڈ وزنی مشینری آلات یا کسی اور شے کو نشانہ پر پہنچنے کی صلاحیت ہوگی۔ ۲۲ جون کو نرائن گڑھ سے چھوڑا جانے لگا۔

مدراس ۷ رجون۔ صدر کانگرس شریمتی اندرا گاندھی نے آج یہاں مدراس ڈسٹرکٹ پولیٹیکل کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے کانگرسیوں کو تلقین کی ہے کہ وہ جدوجہد آزادی کے زمانہ کی طرح اب بھی عوام میں جوش و خروش پیدا کریں تاکہ پنجسالہ پلانوں کو کامیاب بنایا جا سکے۔ آپ نے کمیونسٹوں اور دیگر پارٹیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں ذاتی طور پر محسوس کرتی ہوں کہ بھارت کو بڑا خطرہ کمیونزم سے ہے چونکہ وہ بھی الفاظ استعمال کرتے ہیں جو کہ کانگرسی استعمال کرتے ہیں مگر ان کا طور طریقہ اور ان کا عمل درآمد انہیں اور ان کو ایک سمت میں لے جاتا ہے جس سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ پڑھے لکھے لوگ اس خطرہ کا احساس کرتے ہیں۔ مگر ان کا عمل ایسا ہوتا ہے کہ اس سے کمیونسٹ نظام کو اُلٹنے میں تقویت ملتی ہے۔

جالندھر ۸ رجون۔ پنجاب پردیش کانگرس کے صدر سردار دربارا سنگھ ایم۔ ایل۔ اے نے آج ضلع جالندھر کے گورنمنٹ ٹیچرز کی سالانہ کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے ٹیچروں سے اپیل کی کہ وہ فرقہ پرستی سے الگ رہ کر قومی تعمیر کے کام میں جُٹ جائیں۔ انہوں نے کہا کہ ٹیچر قوم کے معمار ہیں۔ اور انہیں محنت اور دیانتداری سے کام کرنا چاہیئے۔ کیونکہ انہوں نے ہی نئی نسل کو علم و دانش کے لئے تیار کرنا ہے۔ آپ نے ٹیچروں کو بھی آسودہ حال بنانے پر زور دیا اور کہا کہ ان کی اقتصادی حالت اچھی ہونی چاہیئے۔ تاکہ وہ تعلیم کی طرف پوری توجہ دے سکیں۔ اس سے پہلے ٹیچرز یونین کے صدر نے اپنی تقریر میں ٹیچروں کی تنخواہیں بڑھانے اور اُن کا معیار زندگی بلند کرنے پر زور دیا۔

لاہور ۷ رجون۔ عالمی بینک کے زیر اہتمام نہری پانی کے جھگڑے کے متعلق ہونے والی بات چیت پر پاکستانی وفد کے راہنما مسٹر معین الدین نے آج یہاں تک بتایا کہ پاکستان ۱۵ رجون تک عالمی بینک کو آگاہ کر دے گا کہ اُس نے پاکستان کے لئے مشرقی دریاؤں کی بجائے مغربی دریاؤں سے پانی حاصل کرنے کے لئے جو منصوبہ بنایا ہے اُس پر کل کتنا خرچ ہوگا اس کے بعد عالمی بینک اپنے منصوبہ کو آخری شکل دے سکے گا عالمی بینک نے جو تفصیل طلب کی ہیں۔ وہ بدھوار تک تیار کر لی جائیں گی۔ اور ان تفاصیل کی عالمی بینک کے انجنیئر جانچ کریں گے۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ آیا بھارت ۱۹۶۲ء کے بعد بھی پاکستان کو نہری پانی سپلائی کرتا رہے گا؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ جھگڑے کو نپٹانے کے لئے جو سمجھوتہ ہوگا۔ اس میں بھارت کی طرف سے پانی کی سپلائی کی میعاد بڑھانے کی دفعہ بھی شامل ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ امید ہے کہ متبادل نہروں کی تعمیر کے لئے بھارت سے ملنے والے روپیہ اور اصل لاگت میں جو فرق رہ جائے گا۔ وہ عالمی بینک امریکہ اور برطانیہ کی امداد سے پورا ہو جائے گا۔ عالمی بینک سے روپیہ ملتے ہی پاکستان تعمیر کا کام شروع کر دے گا۔

نئی دہلی ۷ رجون۔ سوشلسٹ پارٹی کے آنجہانی اخبار "مین کائنڈ" (Man Kind) میں بھارت اور پاکستان کے اتحاد پر تین اقساط پر مشتمل ایک آرٹیکل سپرد قلم کرتے ہوئے ڈاکٹر رام منوہر لوہیا نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ بھارت کی تقسیم کو اب آسانی سے ختم نہیں کیا جاسکتا کیونکہ دونوں ملک کئی معاملوں پر متضاد رویہ اپنا رہے ہیں مگر اکھنڈ ہندوستان کا معاملہ اتنا مشکل نہیں ہے۔ جتنا کہ یہ دکھائی دے رہا ہے۔ اگر دونوں ملکوں میں خیر سگالی پیدا ہو جائے تو دونوں آزاد رہتے ہوئے بھی اتحاد کا جذبہ پیدا کر سکتے ہیں۔ [illegible] ثابت ہو سکتے ہیں۔ آپ نے بھارت اور پاکستان کی ایکتا پر زور دیا ہے۔ اس کے لئے آپ نے دونوں سرکاروں اور دونوں ملکوں کے اچھے تعلقات پر خاص زور دیا ہے۔

مظفر پور ۸ رجون۔ پرجا سوشلسٹ لیڈر آچاریہ کرپلانی نے یہاں ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ بھارت گویا چند لوگوں کی ملکیت ہو کر خویش نوازی اور بدعنوانیوں کا بالاتر مقام بن گیا ہے [illegible]

اخبار "دعوت" دہلی کے تأثرات

بقیہ صفحہ اوّل

"خدا کی اصلاح عقائد کا بیڑا اُٹھانے کی مہم چلا سکتا"

معاصر مذکور کا خدمت و اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی مساعی کے متعلق یہ واضح اعتراف مزید کسی تبصرہ کا محتاج نہیں کیونکہ دنیا کے تمام اسلامی فرقوں کے مقابل پر جماعت احمدیہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ ایک واجب الاطاعت امام کے ہاتھ پر جمع ہو کر ایک خاص تنظیم کے ماتحت تبلیغ اسلام کے عالمگیر پروگرام کو سرانجام دے رہی ہے جماعت کی یہ ٹھوس تبلیغی جدوجہد ہر غیر متعصب منصف مزاج انسان کو اس نتیجہ پر پہنچاتی ہے جس پر خود معاصر مذکور پہنچا ہے۔ چنانچہ آج تک متعدد غیر از جماعت افراد اس قسم کے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں جن کی قابل قدر آراء وقتاً فوقتاً سلسلہ کے اخبارات میں درج کی جاتی رہتی ہیں۔

رہا جماعت احمدیہ کے عقائد کی اصلاح کا کام جس کی طرف معاصر مذکور نے اپنے تاثرات کے آخری فقرہ میں اشارہ کیا ہے۔ حقیقت میں جماعت احمدیہ کے اندر کام کی لگن اور تبلیغی جوش ان عقائد ہی کا نتیجہ تو ہے جس سے انہیں زندہ اور تازہ ایمان نصیب ہوا اور اُن میں غیر معمولی قوت عملیہ پیدا ہوگئی۔ وقت آنے پر ہر محقق پر اس کی حقیقت بھی خود بخود کھل جائے گی کہ احمدیہ جماعت کے عقائد اسلام سے چنداں مختلف نہیں، بلکہ حقیقی اسلام کے آئینہ دار ہیں۔ فرق صرف دیکھنے والے کے اپنے نقطہ نظر کا ہے۔ جماعت احمدیہ کی پون صدی کی لمبی تاریخ اس بات پر شاہد ناطق ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے جو بات احمدیت نے پیش کی بالآخر اس بات کو اپنانے کے لئے ساری دنیا مجبور ہوئی۔ چونکہ ہر امر کے لئے ایک مقررہ وقت ہے۔ کسی شخص پر کسی وقت صداقت کھلتی ہے اور کسی دوسرے پر کسی اور وقت میں۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ جس چیز کو خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ دنیا میں قائم کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ وہ جلد یا بدیر قائم ہو کر رہے گی۔ کیونکہ اس کے پیچھے خدا تعالیٰ کی غیر معمولی قدرتیں کام کر رہی ہوتی ہیں ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

چونکہ احمدیت خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے اس لئے کیا بلحاظ اعمال اور کیا بلحاظ عقائد وہ تمام دیگر اسلامی فرقوں پر غالب آجائے گی۔ اس کے غلبہ کے آثار تو اب بھی کسی حد تک دیکھے جا سکتے ہیں مگر جب یہ ایک واضح صورت میں ظاہر ہوگا تو اس مقدس جماعت کے عقائد کی نادرستی یا اُن کے متعلق قابل اصلاح ہونے کے خیالات سب صاف ہو جائیں گے۔ بایں ہمہ اس بارہ میں ہم سے اختلاف رائے رکھنے والے سے ہماری یہی گذارش ہوگی کہ

فانتظروا انا معکم
منتظرون !!

کہ آزادی کے تعلق سے گیارہ برس بعد بھی [illegible]
آزادی حاصل نہیں کر پائے ہیں۔